[illegible]

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ

[illegible]



[illegible]

در مطبع [illegible]
حلیهٔ انطباع پوشید

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی توحد بذاتہ وتمجد بصفاتہ ۔ وتقدس عن جمیع شبہاتہ ۔ وتنزہ عن النقص وسماتہ ۔ وتجلل آثار جلالہ من مجالی سطواتہ ۔ وتلألأ انوار جمالہ من جبین جیدہ وجباتہ ۔ والصلوۃ علی مظہرہ الاتم من تعیناتہ ۔ ومصدر فیضہ الاعم من نفحاتہ ۔ وآلہ وذریتہ وانباعہ حیث تجلے بہجتہ کالشمس البازغۃ شعر ۔ الم تر ان اللہ اعطاک سورۃ ٭ تری کل ملک دونہا یتذبذب ٭ فانک شمس والملوک کواکب ٭ اذا طلعت لم یبد منہن کوکب ٭ وان العبرۃ اسفرہ کلمات وصحبۃ الرفقۃ الشفقۃ نعم ما قالوا العبد العاصی ثنائے صافیہ اہل اسلام خصوصا ساکنان اعظم حنفیہ کی المخفی و مستور نہ ہوگا کہ ان ایام میں ایک رسالہ مسمی بشہاب ثاقب بجواب حسام قادری نظر آیا تو معلوم ہوا کہ یہ فرقہ ناسپاس کہ قلوب مملوہ ہیں بغض سے اور انتقاص سے رجال ہیں ۔ اور یہ لوگ بوجہ نفسانیت کے اعلیٰ کے ساتھ ناس شفیع یوم الباس ہیں ۔ اور قبر اور انکار کا بھی تمہید رسالہ میں جن اشیا کا انکو باقی انکار ہے اور انکی قائل ہے ۔ وہ تدریس بعض طعن کرتے ہیں ۔ وہ جملہ اشیاء بلکہ مزید بران بہت کچھ خرافات و مفتریات انکی رسائل وغیرہا میں درج ہیں ۔ اور انکی تصنیفات پر انکو ملازم کرتے ہیں ۔ **قولہ** کہتے ہیں کہ رسول خدا صلعم نے ایسا پنیر جسمیں خنزیر کی چربی ملی ہوئی تھی کہا یا اگر کتے کے چمڑے سے مصلے لوہے کا پانی لٹکانا ۔ تنبا جائز کہتے ہیں معاذ اللہ ثم معاذ اللہ ان سب باتوں کے جواب میں آنا ہی بس ہے کہ جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہو لوگ ایسے اعتقاد والے کو کافر جانتے ہیں ۔ **الجواب** جب خدا کی لعنت آدمی پر نازل ہوتی ہے تو وہ بلا اختیار اپنے آپ پر لعنت کرنے لگتا ہے علیہم لعنۃ اللہ والملائکۃ والناس اجمعین

کا مصداق بنتا ہے کہ والناس اجمعین کی لعنت تو تبھی ہوگی کہ وہ خود بھی اپنی زبان سے ملعون
ہو جیسا کہ اس فقرہ بالا میں اس فرقہ کی زبان سے بھی شان خدا پاک نے ظاہر فرما دی۔ اور اشتہار
مطبوعہ مطبع حنفی واقع دہلی مورخہ ماہ شوال ۱۳۰۰ عبد الغفور غیر مقلد نے جو الکتاب درر بہیہ
و دراری مضیہ و تحفۃ المومنین صاف ظاہر کیا ہے کہ جن چیزوں کا اس فرقہ کو انکار ہے وہ سب ان
کتابوں میں پاک و حلال لکھی ہیں۔ اور اشتہار غلام رسول امرتسری کا نیز مؤید اشتہار عبد الغفور کا
ہے جسکی کچھ عبارت حاشیہ پر لکھی گئی ہے۔ اور عبارت درر بہیہ بعینہ منقول ہوتی ہے
والنجاسات ہی خائط الانسان مطلقا و بولہ الا بول الذکر الرضیع ولعاب الکلب و
دم الحیض ولحم الخنزیر وفیما عدا ذالک خلاف والاصل الطہارۃ فلا ینقل عنہا الا ناقل صحیح
لم یعارضہ ما یساویہ او یقدم علیہ۔ انتہی یعنی پلید چیزیں یہی ہیں گوہ و موت آدمی بالغ کا اور
اور لعاب کتے کا اور پلید اور خون حیض اور گوشت خنزیر اور ما سوا انکی اصل میں پاک ہے اسکی
پاکی بجز حدیث صحیح زائل نہیں ہوتی۔ فقط۔ پس دیکھو کہ ماسوا ان چھ چیزوں کے سب کو یہ
کتابیں پاک بتاتی ہیں۔ تم انکو قائل پر لعنت کہو اور کچھ۔ یہ مشتے نمونہ از خروارے ہے اگر کل دیا
لکھی جاویں تو تطویل ہوتی ہے جسکو شک ہو وہ انکی کتابیں درر بہیہ و دراری مضیہ و
وغیرہ دیکھ لے۔ پس انکی لعنت انہیں پر عائد ہوئی۔ اللہ تعالی اہل اسلام کو اشقیا کی صحبت سے
محفوظ رکھے۔ معلوم الاکرم جواب کی تمہید میں مخالف لوگ ایک آیت اور چار حدیثیں اس مطلب
و دستور کہ مومن کو بلا وجہ کامل کفر کو کافر کہنا چاہیئے آیت شریفہ یایہا الذین آمنوا اذا ضربتم
فی سبیل اللہ فتبینوا ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومنا الخ آیت شریفہ میں صاحب
صاحب تفسیر بیضاوی لکھتا ہے کہ فتبینوا یعنی فاطلبوا بیان الامر و ثباتہ ولا تعجلوا فیہ انتہی
تم لڑائی کیواسطے سفر میں جاؤ تو اصل بات معلوم کیا کرو اور اسمیں جلدی مت کیا کرو اور جو
شخص تمہیں اسلام علیکم کہے اور سلام کرے تو مت کہو کہ تو مومن نہیں تو اس اظہار اسلام سے پناہ گیر
ہوتا ہے۔ پس اس آیت شریفہ کو اس مباحثہ سے کیا مناسبت ہے کہ بانی تقویۃ الایمان الا

اور اسکی تقلید مین احتیاط طور پر کسی بیان مین ہمسر و دوچار ہوے ہین اور السلام علیک کہنے لگے
ہین۔ کہ ہم نے اونہین کہا ہو کہ تم مسلمان ہو یا وگیر ہوتی ہو۔ تو اِنکا امتثال بس ہو زیادہ کیا
ہو گا کہ رسالہ بہرستی تقویت الایمان کی تردید ہوتی چلی آتی ہو اور علماے اسلام نے اوسکو کفریات
کو شرح و بسط سے بخوبی بیان کیا ہو کہ یہ کفریات مخالف کتاب اللہ اور احادیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ
کی ہین۔ دیکھو کتاب تحقیق الفتوی فی ابطال الطغوی تصنیف مولوی فضل حق صاحب مرحوم
کی جسکا خلاصہ ایک فتوی مصدقہ علماے دہلی رسالہ سیف اعظم مین درج ہے۔ اور بوارق محمدیہ تصنیف
مولوی فضل الرسول صاحب مرحوم کی اوس کتاب کے کفریات کو معلوم کرنے کی واسطے کافی ہے

قولہ پہلے حدیث مروی از انس قال رسول اللہ صلعم من صلی صلوتنا واستقبل قبلتنا و
اکل ذبیحتنا فذلک المسلم الذی لہ ذمۃ اللہ وذمۃ رسولہ فلا تخفروا اللہ فی ذمتہ رواہ البخاری

الجواب تکفیر اہل قبلہ کو جو ممنوع ہے مراد اہل قبلہ سے وہ شخص ہے جو کل اعتقادات حقہ کا معتقد ہو
اور انکار ضروریات دین سے مبرا ہو۔ کیونکہ صرف توجہ قبلہ سے مومن نہین ہے یاد کیجو غلاۃ روافض
جو وہ خیال کرتے ہین کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے وحی مین غلطی کی کہ اللہ تعالے نے اونکو حضرت علی کیطرف
بھیجا تھا اور وہ محمد رسول اللہ صلعم کیطرف لایا۔ اور بعض فرقہ کہتے ہین کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ
اگرچہ وہ لوگ نماز قبلہ کیطرف متوجہ ہو کر پڑہتے ہین مگر مومن نہین ہین۔ اور یہی مراد ہی قول
علیہ الصلوٰۃ والسلام مین من صلی صلوتنا واستقبل قبلتنا الخ۔ چنانچہ قصہ حضرت ابو بکر صدیق رضی
و حضرت عمر رضی کا بروقت ارتداد عرب بعد وفات نبی کریم علیہ صلوات اللہ کے اصحاب پر شاہد ہے
کہ جب صدیق رضی نے حکم قتال عرب کا دیا اور حضرت عمر رضی اس حدیث مذکور کو پیش کرکے مانع قتال ہوئے
اور صدیق اکبر رضی فرماتے تھے الا بحق الاسلام کو ملاحظہ کرو کہ جیسے مسلم ہوگا تو احکام اسلام
اگر ایک حکم کا منکر ہوگا تو اوس سے قتال کیا جاوے گا۔ آخر الامر یہی قرار پایا اور سب صحابہ کرام
کا اتفاق ہوا کہ جو شخص ایک امر الٰہی کا منکر ہو اوس سے معاملہ کفار کا سا کرنا چاہیے۔ اس موقعہ
مختصر کو ایک حدیث تو نظر آئی مگر دوسری احادیث صحیحہ جو بخاری مسلم مین ہین دیکھنے کی

تو کیا جواب دینگے۔ عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم آیۃ المنافق ثلث و زاد مسلم
وان صام و صلی و زعم انہ مسلم ثم اتفقا اذا حدث کذب و اذا وعد اخلف و اذا اؤتمن خان متفق
علیہ یعنی نشان منافق کے تین ہیں اور مسلم نے روایت کیا کہ اگرچہ روزہ رکھے و نماز پڑھے اور زعم
کرے کہ میں مسلم ہوں (اس نماز و روزہ و اظہار اسلام کا کچھ اعتبار نہیں) ایک یہ کہ جب بات
کہے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو خلاف وعدہ کرے اور جب اوسکے پاس کوئی امانت رکھیں
تو وہ خیانت کرے۔ کون کہتا ہے کہ نماز و روزہ منافق کو نفاق سے بچاتا ہے اور اللہ تعالے فرماتا
کہ قران شریف سے منافقوں کو گمراہی بھی زیادہ ہوتی ہے آیہ وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ الَّذِينَ
يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ

فِي الْأَرْضِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ

یعنی اللہ تعالی قرآن کے ساتھ گمراہ نہیں کرتا مگر انہیں لوگوں کو جو فاسق ہیں۔ جو توڑتے
ہیں قرار اللہ کا بعد مضبوطی کے اور توڑتے ہیں وہ جسکے جوڑنے کا امر ہوا اور زمین میں فساد
کرتے ہیں یہی لوگ ہیں نقصان والے۔ پس تین علامت منافقین کی جو خاسرین ہیں الدنیا والآخرۃ
ہیں اور اللہ تعالے قرآن شریف کے ساتھ انکو گمراہ کرتا ہے قرآن شریف میں صاف واضح کر کے فرماتا
ہے اول نقض عہد۔ دوم قطع ان لوگوں سے جنسے وصل کا حکم ہے سوم فساد زمین میں پس
تینوں نشان خاص منافق کا ہے کہ اول نقض عہد تو سطح کرتے ہیں کہ تقلید ائمہ دین کو ترک
کر کے آیہ أَيَحْسَبُ الْإِنْسَانُ أَنْ يُتْرَكَ سُدًى یعنی کیا گمان
ہے آدمی کو شتر بے مہار چھوڑا جاویگا کے مصداق ہیں اور آیہ کریمہ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا
الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ کے مخالف ہوئے یعنی اطاعت کرو خدا کی اور رسول
خدا کی اور اولی الامر اہل اسلام کی۔ جو شخص کہ اہل مذاہب کی تقلید بعد زمانہ ائمہ مجتہدین
ترک کرے وہ اس آیت کو برخلاف ہے۔ اولی الامر کی تفسیر میں جو مفسرین کا اختلاف ہے
کوئی سلاطین اور امرا لیتا ہے اور کوئی مجتہدین لیتے ہیں۔ سو جس کیفیت مجتہدین مراد ہیں

سلاطین اسلام ہو وتابعدار آئمہ مجتہدین کے بھی ہوں و مجتہدین بھی اولی الامر میں سے ہیں جنکو اتباع کا
حکم قطعی قرآن شریف سے ثابت ہو انکی عہد اتباع کے نقض میں مخالفت امر الہی کی ہے اور
یہہ علامت خاص فرقہ وہابیہ کی پائی جاتی ہو مولوی شاہ عبد العزیز صاحب نے فلا تجعلوا
للّٰه اندادا کی تفسیر میں لکھا ہو کہ جنکی اطاعت بحکم خدا فرض ہے وہ چھہ اصناف میں
اول انبیاء دوئم شیوخ طریقت اور آئمہ مجتہدین سوئم سلاطین امراء اسلام چارم شوہر
کہ عورت کو اوسکی تابعداری فرض ہے پنجم والدین کہ اولاد کو انکا اتباع فرض ہو اور ششم
پیچھے کہ غلام کو اسکا اتباع واجب ہے انتہی. خلاصہ یہ کہ شیوخ طریقت آئمہ مجتہدین کی تابعداری
چھوڑنی اور انکی مخالفت کرنے اسیکا نام قطع ہو اور جنکو وصل کا حکم ہو اور فساد فی الارض وہی ہے
زیادہ کیا ہوگا کہ انتظام دین جو متفق علیہ جمیع علماء امت مرحومہ کا تیرہ سو سال سے
چلا آتا ہو اوسمین تفرقہ و نفاق اس فرقہ نے ایسا ڈالدیا کہ جنکا نام عبد الرسول یا عبد النبی
ہو اگرچہ مسلمان اسلام کا قائم اللیل و صائم النہار ہو یہہ فرقہ والے اوسکو دشمن جانتے
ہیں اور اولوا الارحام سے بھی قطع کرتے ہیں کہ والدین کی اطاعت ارجو واجب ہے بالائے
طاق رکھکر اوسکو مشرک کہتے ہیں حالانکہ حدیث من صلی صلوتنا واستقبل قبلتنا کو خیال سے
نکال دیتے ہیں اور اس مومن حقیقی کو مشرک بتاتے ہیں اتنا خیال نہیں کرتے کہ مومن کی کلام
کا جہانتک ممکن ہو محمل نیک نکالنا چاہیے اور عبد الرسول کے معنی کو کسیطرح شرک تک
نہیں پہنچا سکتے بوجہ معانی توجیہ دوسرا اسلام ہو کیونکہ عبد کا لفظ احادیث نبویہ میں بمعنی محب
دوست کے آیا ہو دیکہو تعس عبد الدنیا و عبد الدرہم و تعس عبد الخمیص حضرت رسول
صلعم ارشاد فرماتے ہیں کہ اشرفی روپیہ کا دوست ہلاک ہوا اور حلوہ کا عاشق بھی
ہلاک ہوا عبد الرسول میں بھی یہ معنی مراد لیتے ہو کیا استبعاد ہو بلکہ اہل اسلام کی نیت میں یہی معنی
مراد ہوتی ہیں قرینہ لفظ رسول کا کافی ہو کہ جو قائل رسالت کا ہو یقیناً وہ قائل الوہیت
نہ ہوگا کیونکہ رسول جسکو خدا نہیں جانتا بلکہ اسکا بندہ رسول اعتقاد کرتا ہو

اور باقی احادیث جو رسالہ والا لایا ہو وہی حدیث عبد الرسول کو مشرک کہنے والیکو مشرک بتاتی ہیں اور اس فرقہ والوں کو یہ خیال نہیں آتا کہ تقلید آئمہ دین و تسمیہ عبد الرسول کو شرک کہنا اس فقرہ چہارم سے گر قائل کو کافر کہنے ہو جانا ہو سکتا ہے علاوہ اس فقرہ کی تائید میں تو سارا زور صرف کرکے اپنے دین و ایمان کو اس قدر جواب دیدیا اور احادیث کہ جنمیں خود موافق مطلب ہیں یا مخالف۔ حدیث شریف میں آیا ہو کہ ایما رجل قال لاخیہ یا کافر فقد باء بہا احدہما یعنی جو شخص اپنے بھائی کو کافر کہو وہ کفر ان دونوں میں سے ایک پر پڑیگا یا قائل کافر ہوگا یا مقول لہ اب جائے غور ہے کہ علی العموم مقلدین آئمہ مجتہدین کو مشرک کہنا اور خصوصاً میں اولیاء کرام اور محبوبان خدا کو شمول کرکے سب کو یہی تیر سنانا انکو کس اہل اسلام کی بات کہینگے حاشا و کلا انکو فہم میں قصور ہے ورنہ آفتاب میں کیا فتور ہے۔ **قولہ** درمختار اور بحر اور در الحموی شرح اشباہ میں لکھا ہو کہ کسی مسلمان کو کافر نہ کہنا چاہیے جب تک کہ اوسکے کلام کی تاویل صحیح ہو اور ایسی بات کہنے والیکی کفر میں خلاف ہو اگرچہ خلاف والا قول ضعیف ہو۔ **الجواب** یہ روایات تقویت الایمان والیکو کافر کہنے سے نہیں بچاتیں کیونکہ اس کتاب تقویت الایمان کے کفریات قابل تاویل نہیں۔ قال فی البحر ان من تکلم بکلمۃ الکفر ہازلا او لاعبا کفر عند الکل ومن تکلم بہا عامدا عالما کفر عند الکل ومن تکلم اختیارا جاہلا بانہا کفر ففیہ اختلاف انتہی شامی یعنی جو شخص کلمہ کفر کا ہزلا ولہوا کہے وہ سب علماء کے نزدیک کافر ہے۔ اور جو شخص دانستہ وقصداً ایسا کلمہ کہو وہ بھی سب کے نزدیک کافر ہو۔ اور جو اختیار سے کہے مگر یہ نہیں جانتا کہ یہ کلمہ کفر کا ہے تو اسمیں اختلاف ہو فقہا کا لیکن بموجب حدیث شریف ظنوا بالمومنین خیرا کے محمل اسکا موافق عقائد اہل اسلام کی نکالنا چاہیے اور یہی معنی ہیں ان روایات کی جو مخالف نے عذراً پیش کیے ہیں کہ یہ تاویل اور عدم افتاء کفر اسکی نسبت ہو جو کلمہ کفر کے معنی نہ جانتا ہو ورنہ عالم کے کفریات جو بڑی فکر و تامل سے دانستہ کفر ہوتا ہے قابل تاویل نہیں۔ جیسا تقویت الایمان

والا ایک آیت یا حدیث بیجا ہو وہ سو یہہ دھوکہ عوام کیلئے - فائدہ کتاب مین انہوانے تفسیر کو
شرح و بسط لکھا چلا جاتا ہے - اب اسکی کلام کی تاویل نا جائز ہے - بلکہ وسکی پاسداری
مین ضرر استخفاف دین اور انتقاص شان سید المرسلین کے ہے - جیسا کہ اس رسالہ
والے نے اسکی پاسداری مین آیہ کریمہ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ کے تفسیر بالرای کر کے عرش
ہلا دیا - اور ملائکہ و خدا و رسول خدا کے نزدیک مبغوض بن گیا - اسکی تفصیل ہوی گی -
اور چہار دوا ے فقرہ کی تائید مین تفسیر بیضاوی وغیرہ سے سند پکڑ کر اپنا اعتقاد ظاہر کرتا
ہے اور یہ وصف اعتقاد کے اور تمام اسلام کرتا ہے قولہ آیت اول وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا
سُبْحَانَهُ بَل لَّهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ كُلٌّ لَّهُ قَانِتُونَ دوسری آیت
إِنَّمَا اللّٰهُ إِلٰهٌ وَاحِدٌ سُبْحَانَهُ أَن يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ لَّهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ
تیسری آیت قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ هُوَ الْغَنِيُّ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ
إِنْ عِندَكُم مِّن سُلْطَانٍ بِهٰذَا أَتَقُولُونَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ
—— چوتھی آیت لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ اور پہلی آیت
کی تفسیر مین تفسیر بیضاوی و رازی و ابو السعود و حاشیہ بیضاوی سے نقل لایا کہ انما
جاء بما الذی لغیر اولی العلم تحقیرا لشانہم بیضاوی المسئلۃ الثانیۃ یقال کیف جاء بما الذی
لغیر اولی العلم مع قولہ قانتون جوابہ کانہ جاء بما دون من تحقیرا لشانہم کبیر انما
جیء بما المختصۃ بغیر اولی العلم تحقیرا لشانہم وایذانا بکمال بعدہم عما نسبوا الیہ بعض منہم
ابو السعود انما جاء بکلمۃ ما المختصۃ بغیر اولی العلم العقلاء وغیرہم مع التغلیب قانتون
تحقیر لشان ھولاء الذین جعلوہم ولد اللہ وانہم فی جنب عظمتہ تعالی جمادات
لا یلائم منہا فی عدم الصلاحیۃ لاتخاذ الولد انتہی حاشیہ بیضاوی الجواب مخالف نے
پڑھ سنکر دوسرو ہے انہوون کی بات کو ان تفاسیر کے مطابق بنایا اور اپنے آقا نامدار کو تشبیہ
ان تفاسیر کا قرار دیا - یہہ سب غلط و خبط ہے - ان تفاسیر مین صرف ایک تشبیہا نکالا گیا ہے

کہ کلمہ ما کا جو عند بعض ائمۃ اللغۃ مختص بغیر اولی العلم ہے یہاں کیوں لائے حالانکہ
مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ سے ذوی العقول و غیر ذوی العقول مراد ہیں سو وجہ یہہ ہے کہ کلمہ
جو مختص بغیر ذوی العقول ہے اسمین ذوی العقول کو مرجوح قرار دیکر غیر ذوی
العقول کو سبب سے مساوی کر دیا کیونکہ جو لوگ حضرت
عیسیٰ و عزیر بلکہ ملائکہ علیہم السلام کو خدا کا بیٹا اور بیٹیاں کہتے تھے انکو خدا تعالےٰ سمجھا ہے کہ باپ
و بیٹی میں مناسبت و مشابہت جنسیت یا نوعیت کی ضرور ہے اور یہاں مناسبت یہاں مفقود ہے
بلکہ کل مخلوق میری مملوک ہے اور کلمہ ما میں سب مشمول ہیں۔ اور یہہ اعتقاد ولدیت
کا جو متضمن تثلیث اور شرک فی الالوہیت کو ہے اور کفار کے اذہان میں مناسبت مستقر
تھی اس شان کی تحقیر کا اشارہ ہے کہ یہہ خیال جو نسبت ان خاصان حق کی انکے اذہان میں
جاگیر ہو گیا ہے کفر ہے اور یہہ مشارکت نے الالوہیت قبیح اقبح ہے۔ اور اس قباحت کو انکے
اذہان میں سطور سے جتا یا کہ یہہ مشابہت مناسبت بین الواجب والممکن ناممکن ہے۔ اور یہہ
عدم صلاحیت بین اجسام و ارواح مساوی ہے کہ روحانیت موجب قابلیت وصف الوہیت
کے نہیں اور جسمیت باعث عدم قابلیت کے غیر متصور۔ یہیں ان لفظ [illegible] تحقیر شان انبیا
و نبوت و ولایت کی نکالنا بجز جنون کیا کہا جاوے۔ ابو السعود کی تفسیر مذکور کو دیکھو صاف
لکھا ہے کہ ایذا کا بکمال بعید ہم مناسبت ہوا ہے بعض منہم نسبتہ لفظ ما کا واسطے آگاہ کرنے
اسباب کی ہے کہ یہہ کفار جنکو خدائے تعالےٰ کا بیٹا اور بیٹیاں قرار دیتے ہیں کہ وہ ذوات اس شان
منسوبہ سے بہت دور ہیں۔ یہہ شان الوہیت کی ہے اور انکی ذوات ممکنات معدوم میں
پس جو شان کہ کفار کے اذہان میں نسبت خاصان خدا کی تھی اسکی تحقیر کا اشارہ اس
تعبیر میں نکلتا ہے نہ اوس شان کی تحقیر کا جو مومنین کے دلوں میں مستقر ہے اور نہ اوس شان
کی تحقیر ہے جو عند اللہ اون خاصان خدا کی نسبت وجاہت و رسالت و محبوبیت
و مغفرت کی متحقق ہے۔ سبحان اللہ خدا تعالےٰ کی کلام کو اس فرقہ نے اپنی ہوا کے تابع

کی گئی ہیں اور شواہد تفاسیر اوس مطلب کو موید کیا و من لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور و
ولو علم اللہ فیہم خیرا لاسمعہم ولو اسمعہم لتولوا وہم معرضون ۱۲
یعنی جسکو واسطے خدا نور نہ بنا دیوے ـــــ سو اوسکو نور ہے کچھ بھی نہیں اور اگر خدا جانتا
کہ انکے جیون کچھ نیکی ہے تو انکو سناتا اور اگر سناوے بھی تو وہ منہ موڑ کے پھر جاوینگے ـ باقی
آیتوں میں بھی یہی لکھا ہے کا ظاہر سب یہی بیان ہے جو لکھا گیا فاعتبروا یا اولی الابصار
چوتھی آیت میں اس مخالف نے مسلمانوں کو بڑا دھوکہ دیا ـ دو تفسیر بلا ای کر کے آیت
کے معنی مخالف مرضی خدا کے کئے ـ قولہ شرک کا نام ہے اور ممکن ہے موجود اور مخلوق مساوی
ہیں اور سمجھا دینا اس کا ایک چمار سے بھی دلیل ہے فقط لیس کمثلہ فرمایا اور تقویۃ الایمان والے نے
موقف بغرض یگانگی اللہ تعالے کی ذات وصفات میں لیا کہا کہ شرک کی حقیقت جو عوام کو
سمجھانے کو سر لیہ میں بادشاہ کو اور چمار کے بیان کی گئی ہے ـ فقط الجواب بعجب کہ اللہ تعالے نے
خود فرمایا ہے کہ لیس کمثلہ شئی یعنی خدا جیسی کوئی چیز نہیں نہ ذات میں نہ صفات
میں سو تقویۃ الایمان والا کیسا مخالف قرآن مجید ہے کہ خدا تعالے کو بادشاہ کی مثال
اور دیگر ساری مخلوقات کو چمار کی تشبیہ دیتا ہے جو شخص کہ خدا تعالے اور مخلوقات میں اس
قسم کی تشبیہ دیوے وہ اس آیت شریفہ کا مخالف ہے کیونکہ خداوند کریم فرماتا ہے کہ میرے جیسا
کوئی نہیں اور خود صاحب رسالہ کہتا ہے ذات وصفات کی یگانگی کا بیان ہے تو پھر اسکی مثال
بیان کرنی اسکا کام اور لوگوں کو ہدایت کرنی کہ ایسا اعتقاد کرو کیسی نافہمی سے
ظاہر خدا تشبیہ ہے قولہ بیت سعدی علیہ الرحمت کا ـ دل اندر صمد باید ای دوست دست
کہ عاجز تر است از صنم ہر چہ ہست ـ دیکھو اللہ تعالے جل شانہ نے ایک جگہہ قرآن مجید میں
بتوں کے حق میں رجس فرمایا ہے اور رجس کے معنے پلیدگی فرمایا اللہ جل شانہ نے فاجتنبوا
الرجس من الاوثان یعنی پلیدی سے جو وہ بت ہیں اور کتنے جگہہ بتوں کو دوزخ کا ایندھن بتایا
ہے اور یہاں پر سعدی علیہ الرحمت نے سوائے خدا کے جو ہر کسی نبی اور ولی کی کچھ بھی نہ تھا

نہیں فرمائی اور بتوں کا سب کو بتوں نے عاجز فرما دیا ۔ **الجواب** مخالف کی اس تقریر سے
سارے قلعے کھل گئے کہ یہ خیال بھی اسکے دل میں مرکوز ہے کہ جملہ انبیاء اور اولیاء
وغیرہ کو جیسا اور پلید کھکر دوزخ کا ایندھن قرار دیا ہے اور بیت سعدی علیہ الرحمۃ کو صغریٰ
بناکر آیۂ شریفہ کو کبریٰ اور اس سے ملاکر نتیجہ یہ نکالا کہ سب نبی اور ولی پلید اور دوزخ کا ایندھن ہیں
میں اشارۃ سمجھا کہ مطلب سعدی دیگر است وہ تو بطور صوفیہ کرام کی توحید افعالی کا بیان
کرتے ہیں یعنی کل عالم مسلوب الفعل ہے اور جمیع ذرات نباتات اور جمادات مساوی ہیں یعنی
سب کے افعال فعل باری تعالی کے ہیں مخلوق کا فعل درحقیقت لاشئ ہے واللہ خلقکم
وما تعملون یعنی خدا نے تمکو پیدا کیا ہے اور تمہارے کاموں کو یعنی اللہ تعالیٰ خالق الاشیاء
وخالق الافعال ہے بندہ مجبور اور مقہور ہے اسکو طاقت اور قدرت ایجاد فعل کی نہیں اگر ان
بزرگان دین سے توحید ذاتی کا بیان سنوگے تو خدا جانے کیا سمجھوگے وہ تو صاف فرماتے
ہیں لیس فی الدارین الا اللہ یعنی دو جہان میں خدا ہی خدا ہے کل ما فی الکون وہم او خیال
او عکوس فی المرایا او ظلال یعنی جو کچھ جہان میں ہے موہوم امر ہے یا خیالی صورت
ہے یا آئینوں میں عکس پڑ رہے ہیں یا سایہ ہیں پس بیت سعدی علیہ الرحمۃ سے ذلت انبیاء
واولیاء کہ نہیں نکلتی علیہم الصلوۃ والسلام ہونا اور حقیر اور ذلیل ہونا اور حقیر ہے معاذ اللہ کعبہ
کو تم نے ایسا ہی تصور کیا ہوگا اور جلد قرآن شریف کو بھی دوزخ کا ایندھن اعتقاد کیا ہوگا
جنکی شان میں آیات اور احادیث وارد ہیں کہ انہیں نار اللہ قادر کی کو آگ سے بچا دینگے
اور دوزخ سے نجات دلاوینگے اس سے زیادہ کیا کفر ہوگا کہ انبیاء کرام کو اس فرقہ نے دوزخ کا
ایندھن تصور کیا فاجتنبوا الرجس کا حکم سب کو سنایا یعنی انبیاء اور ان سے بچو اور ان سے دور رہو
اور جواب میں الزام دوسرے کی یہ لکھا ہے **قولہ تقویۃ الایمان** والیکی اصل عبارت یہ ہے
جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے اپنے واسطے خاص کی ہیں اپنی تعظیم کے واسطے یا شان بندگی کی ہیں
ہیں وہ چیزیں اور کسی کیواسطے کرنے جیسے سجدہ کرنا اور اسکے نام کا جانور کرنا اور اسکو

منت مانگنی اور مشکل کے وقت پکارنا اور ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھنا اور قدرت تصرف ثابت کرنی
ہو ان باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے گو کہ پھر اسکو اللہ سے چھوٹا ہی سمجھے اور اسیکا مخلوق اور
اسیکا بندہ جانے اور اس میں اولیا اور انبیا اور جن اور شیطان اور بھوت اور پری میں
کچھہ فرق نہیں یعنی جس سے کوئی یہ معاملہ کریگا مشرک ہو جائیگا - خواہ انبیا و اولیا سے کرے خواہ
پیروں اور شہیدوں سے کرے خواہ بھوت اور پری سے کرے - فقط الجواب - جو چیزیں تقویۃ الایمان
والے نے خاصہ خدا کی ہیں وہ خاصہ خدا نہیں اور نہ کہیں خدا تعالے نے اپنے واسطے خاص مانی
ہیں - اول سجدہ ہے سو وہ مطلق خاصہ خدا نہیں اگر سجدہ ہے تو سجدہ عبادت ہے
نہ سجدہ تحیت شرائع سابقہ میں جائز تھا - اور بحکم خدا جملہ ملائکہ نے حضرت آدم
علیہ السلام کو کیا جسنے نکیا وہ شیطان ہوا وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَةِ اسْجُدُوْا
لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ اور حضرت یعقوب علیہ السلام مع فرزندان کے حضرت
یوسف علیہ السلام کو سجدہ تحیت کیا تھا وَرَفَعَ اَبَوَیْهِ عَلَی الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا یعنی یوسف
علیہ السلام نے ماں اور باپ کو تخت پر بیٹھایا اور گرے اسکو سجدہ کیواسطے گر کر - اور قرآن شریف میں
جہاں سجدہ خاص خدا کے واسطے آیا ہے وہ سجدہ عبادت کا ہے - غایۃ الامر سجدہ تحیت
بموجب احادیث نبویہ کے حرام ہوا نہ شرک و کفر کیونکہ شرک و کفر سے جملہ انبیا اور ملائکہ معصوم
ہیں - اور شرک کسی شریعت میں جائز نہیں ہوا اور نہ اللہ تعالے نے کہیں شرک کا حکم کیا ہے
اگر مطلق سجدہ شرک ہوتا تو اللہ ملائکہ کو کیوں حکم سجدہ کا حضرت آدم کیواسطے کرتا - مخالف یہ
نہ سمجھا کہ منکر سجدہ تحیت کا غیر خدا کے واسطے اور شرک کہنے والا اسکا کون ہوا - دویم
دوسرے کسی کے نام کا جانور کرنا بھی شرک نہیں - اگر عند الذبح بجائے بسم اللہ کے باسم فلان کہا جاوے
تب وہ جانور حرام ہوتا ہے اور ذبیح من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ میں داخل ہے - اور جانور
مشہور بنام غیر خدا جبکہ عند الذبح بسم اللہ پڑھی جاوے حلال طیب ہے اور اسکو حرام کہنا
خلاف کلام اللہ کے ہے کہ نص صریح وارد ہے فَکُلُوْا مِمَّا ذُکِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَیْهِ یعنی کھاؤ

اُس جانور سے جس پر خدا کا نام ہو۔ ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ یعنی مت کھاؤ اُس
جانور سے جس پر خدا کا نام نہ لیا جاوے اور ما اہل بہ لغیر اللہ میں بھی مفسرین یہی مراد
لیتے ہیں کہ اگر عند الذبح غیر اللہ کا نام لیا جاوے تو وہ بنام غیر اللہ ہوتا ہے اور ما اہل لغیر اللہ کے وقوع
صورت بنام غیر خدا ہو اور نہ قبل از ذبح اگر کسی کے نام سے مشہور کرنا موجب حرمت کا ہو تو
اس صورت میں کل جانور مملوکہ حرام ہو جاوینگے کیونکہ وہ سب ہی اکثر کسی کے نام سے مشہور ہوتے
ہیں اور اور نیز غیر خدا کا نام پکارا جاتا ہے۔ مثلاً یہ بکری زید کی ہے اور یہ گائے عمرو کی ہے اگر فقط
اس نام غیر خدا کے پکارے جانے سے حرام ہو جاوے اور ما اہل بہ میں تخصیص حیوان کی بالکل
نہیں تو ہر چیز کسی کے نام سے مشہور ہو وہ بموجب اعتقاد اس فرقہ کے حرام ہو جاویگی۔ معلوم نہیں
کہ یہ لوگ اپنی منکوحات کو غیر اللہ کے نام پر نامزد کرنے سے کس طرح حلال جانتے ہیں اور اہل
اسلام کے نزدیک ہر چیز جانور ہو یا کوئی اور چیز تب ہی حلال ہوتی ہے کہ غیر خدا کے نام پر مشہور
کیجاوے مثلاً جب تک دو گواہوں کے سامنے باہم مرد و زن ایجاب قبول نہ کریں تب تک وہ عورت
مرد پر حرام ہے۔ اور عند الاشتہار والاشتہار حلال ہو جاتی ہے اور مولوی شاہ عبد العزیز صاحب نے
اپنے فتوی میں لکھا ہے کہ جو ذبح کرے وقت تقرب بنام غیر خدا قصد کرے تب بھی حرام ہے نہ فقط
ذکر مطلق نام غیر سے چنانچہ قربانی کا جانور اپنے مالک کے نام سے مشہور کیا جاتا ہے۔ اور حدیث شریف
میں آیا ہے عظموا ضحایاکم فانها علی الصراط مطایاکم یعنی تم قربانی کے جانوروں کو خوب موٹا کیا کرو کہ وہ پل صراط
پر تمہاری سواریاں ہونگی۔ خیال کا مقام ہے کہ ضحایاکم میں اضافت جانوروں کی مخاطبین کیطرف
ہے اگر صرف اضافت و نسبت سے حرمت پیدا ہو جاتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ اضافت کیوں
فرماتے تقرب الی غیر اللہ اور چیز ہے اور اضافت ملک غیرہ کی اور چیز۔ اور منت ماننی بھی خاصہ خدا کا
نہیں ہے کلام اللہ شریف میں صاف حکم ہے وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا یعنی پورا کرو عہد کو بیشک عہد
کرو کہ عہد دیتان پوچھا جاویگا۔ عہد عام ہے خواہ خدا کے ساتھ ہو خواہ بندہ کے ساتھ۔ بیخ
مفسرین لکھتے ہیں کہ ایفائے عہد واجب ہے خواہ بین العباد ہو یا بین اللہ و بین العبد ہر ایک

وعدہ کا ایفاء فرض ہے۔ باستثناء وعدہ حرام۔ اور منت ماننی بھی ایک قسم کا عہد ہے کہ اگر
یہہ مراد میری بر آویگی تو میں ستقد شیرینی یا یہہ جانور ذبح کرکے فلانے بزرگ کی روح کو
ثواب پہونچاؤنگا۔ یہہ عہد خدا کے ساتھہ ہوتا ہے کسیطرح کا شرک نہیں بلکہ ایفاء اس عہد کا
واجب ولازم ہے کہ اگر خلاف وعدہ کریگا تو مخالف آیات کرام (جو بخصوص ایفاء عہد میں ہیں)
کا ہوگا۔ اور مشکل کیوقت پکارنا بھی خاصہ خدا نہیں دیکھو حدیث عثمان بن حنیف کی۔

[روی الترمذی والنسائی والحاکم والبخاری فی تاریخه والبیهقی فی الدلائل الدعوات وصححه
ابو نعیم عن عثمان بن حنیف الانصاری ان اعمی اتی النبی صلعم فقال یا رسول الله ادع الله ان
یعافینی فقال ان شئت دعوت وان شئت صبرت فهو خیر لک فقال فادعه۔ فامره ان یتوضأ
فیحسن وضوءه ویصلی رکعتین ویدعو بهذا الدعاء۔ وفی الشفاء فقال له انطلق فتوضأ ثم صل
رکعتین۔ الخ۔ اللهم انی اسألک واتوجه الیک بنبیک محمد نبی الرحمة۔ یا محمد انی توجهت بک
الی ربی فی حاجتی هذه لتقضی لی۔ اللهم فشفعه فیّ فتوضأ فصلی رکعتین فدعا بهذا الدعاء
فقام وقد ابصر۔ کذا فی المواهب اللدنیه للقسطلانی والشفاء فی حقوق المصطفی للقاضی
عیاض وغیرهما من شرح حصن الحصین للقاری وکتاب الخصائص الکبری للسیوطی وغیره۔
یعنی عثمان بن حنیف انصاری سے مروی ہے کہ ایک شخص نابینا نبی کریم صلعم کی خدمت میں حاضر
ہوکے عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ خدا تعالی سے میرے واسطے دعا کرو کہ مجھکو عافیت ہو اور بینا
کردے۔ پس آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو میں دعا کروں اور اگر تو چاہے تو تو صبر کر
اور یہہ صبر تیرے لئے اچھا ہے سو اسنے عرض کی کہ آپ دعا فرماویں پس حضرت نے اسکو حکم دیا کہ اچھی
طرح وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھے اور ان کلمات کے ساتھہ دعا کرے اور شفا قاضی عیاض میں یون ہے
کہ فرمایا جا وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھ اور دعا یہہ ہے کہ اے بار خدایا میں تجھسے سوال کرتا ہوں
اور تیرے نبی محمد صلعم نبی الرحمۃ کو وسیلہ کرکے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں یا محمد تحقیق میں
تیرے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اپنی حاجت کیواسطے کہ روا کیجاوے

بارِ خدایا تو حضرت کی سفارش میری بارہ میں منظور فرما۔ پس اُس شخص نے ایسا ہی کیا سو بینا
ہو کر کھڑا ہو گیا۔ کیونکہ اس حدیث میں لفظ یا محمد کا (انی اتوجہ) صریح وارد ہے اور علامہ خفاجی نے شرح
شفا میں لکھا ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے اور عثمان بن حنیف اور انکے بیٹے لوگوں کو تعلیم کیا
کرتے تھے اور علامہ ابن حجر نے جوہر منظم میں لکھا ہے کہ یہہ بات حضرت کی حیات میں اور بعد
وفات کے بھی یکسان ہے اور ہمیشہ سلف اس دعا کو اپنی حاجات میں بعد وفات نبی کریم
کے استعمال کیا ہے اور ابن حنیف نے حضرت عثمان بن عفان کے زمانہ خلافت میں یہہ دعا سکھلائی
تھی اور اُسکی مشکل آسان ہو گئی تھی۔ اور یہہ سب کچھ طبرانی اور بیہقی نے بیان کیا
ہے۔ اور یا عباد اللہ اعینونی کی حدیث بھی اس فرقہ کے برخلاف وارد ہے۔ اور حاضر و ناظر
سمجھنا اور قدرت تصرف کی ثابت کرنی یہہ بھی خاصہ خدا نہیں فلا یظهر علی غیبه احدا الا من
ارتضی من رسول کی تفسیر میں شاہ عبد العزیز صاحب نے صاف لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے علم غیب
یہہ جو عبارت امور تشریعی اور تکوینی ہے انکو مرتضی اپنے مدینہ کو ظاہر کر دیا ہے اور
اولیاء کرام پر علوم غیب اسطرح ظاہر کر دیتا ہے کہ انکے قلوب با صفا میں عکس علوم غیبیہ کا
منعکس ہوتا ہے جسکو ذریعہ سے امور غیبیہ کو وہ حضرات معلوم کرتے ہیں۔ اور قدرت
تصرف غیر خدا بھی قرآن شریف میں منصوص ہے چنانچہ قصہ حضرت سلیمان علیہ السلام
اور لانے تخت بلقیس میں اسکا بیان واضح ہے۔ حضرت سلیمان نے فرمایا کہ بلقیس کا
تخت کون لاتا ہے عفریت بولا کہ آپکے بیٹھے بیٹھے میں لاتا ہوں اس بات کو حضرت سلیمان
نے نامنظور فرمایا۔ اور قدرت تصرف ولایت کو دیکھو کیونکر غیر انبیاء میں کسطرح ظہور
کرتی ہے منظور ہیں انکا وزیر آصف بن برخیا بولا کہ میں آنکھ جھپکنے میں لاتا ہوں قال
الذی عندہ علم من الکتاب انا اٰتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک یعنی جسکے پاس کتاب کا
علم تھا وہ بولا کہ میں تخت قبل اسکے کہ آپکی نگاہ آپکی طرف لوٹے اُس تخت کو لاتا ہوں
چنانچہ وہ لایا۔ اس قدرت تصرف کی خصوصیت کا کہاں ذکر ہے کہ خاصہ خدا ہو اور حضرت علی کو

مردون کو زندہ کرتے تھے اور مریض لا علاج اکمہ و ابرص کو اچھا کرتے تھے اور حضرت ابراہیم خلیل
اللہ کو بقدر قدرت تصرف کے دی تھی کہ چار ذبح جانور مرغ و کبوتر و طاؤس و کوے کو پھر زندہ کر دیا تھا
اور جتنے معجزات انبیاء کرام کے تھے جیسا شق القمر اور اعادہ شمس و احیاء اموات ہمارے حضرت صلعم
کا اور قصہ عصائے موسیٰ و کرامات اولیاء اللہ کے مثل طی الارض و بسط زمان کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ
سے منقول ہے رکاب میں ایک پاؤں ڈالتے ختم کلام اللہ شریف کا کرنا حضرت سے ظہور پذیر ہوا وغیرہ
کہ نہیں تھا۔ اب جو کوئی انکار قدرت تصرف مطلق کا کرے سو وہ منکر معجزات و کرامات کا
ہے جنکو بیان کیے واسطے قرآن شریف و احادیث نبویہ کافی و وافی ہیں اور منکر ان امور کا کافر
ہے جو گا تو کیا ہو وینگے ان خاصہ خدا قدرت تصرف بالاستقلال ہے۔ جیسا مولانا شاہ
عبد العزیز صاحب نے تفسیر وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا میں لکھا ہے۔ اور تقویت الایمان والا
تعمیم کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ خواہ اسی کا بندہ سمجھے اور خواہ اسمیں اولیاء انبیاء جن بھوت وغیرہ
وغیرہ کو یکسان جانتا ہے۔ سبحان اللہ علم ہے اور دوسرون کو لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ
کی مثل سناتا۔ آیات کریمہ کو بیربیات میں نقل کرنا اور ملحدونکو کلمات کفریہ کی سند کیلئے
علمائے اوسکو کفر لکھا ہے کہ استہزاء دین کفر ہے اس سے واضح ہوا کہ قدرت تصرف میں
نبی اور ولی اور جن و شیطان و بھوت اور پری کو مساوی جاننا کفر ہے کہ یہ اختراع
نفسانی اور خیال شیطانی ہے۔ اب تقلید کو شرک ہونیکو بعض مخالف تین آیتین اور
ایک حدیث عدی بن حاتم کے لاتے ہیں قولہ۔ قولہ تعالیٰ اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا
مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا۔ و۔ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ
تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔ و۔ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ
تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاۗءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ
ان تینون آیتون میں جو ارباب کیلئے سو غیر اللہ کو منع فرمایا ہے اور اوس کام کو کفر کہا ہے
اسمیں تصرف وہی مراد نہیں کہ جیسا بت پرست اپنے بتون سے معاملہ کرتے تھے کہ خدا

یہ بھی داخل ہو کہ جو معاملہ حضرات مقلدین متعصب حضرات ائمہ اسلام سے برتتے
ہیں وہی ہے دیکھو آیت پہلی کی تفسیر میں امام فخر الدین رازی لکھتا ہے کہ عدی بن حاتم
کا بیٹا میں اس وقت میں کہ رسول اللہ صلعم یہی آیت پڑھ رہے تھے آپکے پاس پہونچا۔
اور کہا کہ اللہ نے یہ فرمایا ہے اور ہم لوگ تو انکی پوجا نہیں کرتے۔ آپنے اسکو جواب
میں فرمایا۔ کہ کیا تم انہیں کے حلال کہی ہوئی چیزونکو حلال اور انہی کے حرام کہی ہوئی
چیزونکو حرام نہیں جانتے ہو گو کتاب اللہ میں اسکا خلاف ہی آگیا ہے۔ کہا ایسا تو ہے
فرمایا کہ یہی ہے رب کو سوا اونکو رب بنالینا ہے۔ الجواب اتخاذ ارباب کے
اگر یہی معنی ہیں کہ مخالف قرآن تابعین مقلدین ائمہ مجتہدین ہیں تو بتاوین ہی کہ
کا حکم کریں اونکے ہیچ منتقی ہے۔ اگر مطلق خلاف کتاب اللہ کو شرک ہے تو جو احادیث خلاف
نص قرآن شریف کے آئی ہیں وضو میں یہ لوگ کیا کہینگے اللہ تعالیٰ نے وضو میں حکم غسل اعضا
ثلثہ کا فرمایا ہے کہ منہ دونو ہاتھ دونو پیر۔ اور حدیث شریف میں موزہ پر مسح کا
حکم آیا ہے اب مسح موزہ پر خلاف مراد الٰہی ہے یا امتثال امر کا۔ بموجب فہم و ادراک اونکی
کی انکو لازم ہے کہ جتنی احادیث مخالف قرآن شریف ہوں سب کو یک قلم اس حکم میں
یعنی شرک میں داخل کریں اور حدیث جو مخالف قرآن شریف کی ہو اسکی
عامل کو مشرک کہیں۔ کیونکہ مسائل قیاسیہ ائمہ مجتہدین کی جب انکے نزدیک شرک
قرار پائی اور بعد اسکا مشرک مقرر ہوا تو حدیث پر عمل کرنیکی مشروعیت کہاں سے نکلی
کی بلا ایہ کہ تابعداری کو واسطہ اللہ تعالیٰ نے تو یہ فرمایا ہے أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ
وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ یعنی تم خدا و خدا کے رسول کی اور ائمہ اسلام کی تابعداری کرو
اصل بات یہ ہے کہ آیات کرام ثلثہ مذکورہ کا مطلب اور حدیث عدی بن حاتم کا مقصد
منحصر اہل کتاب پر ہے کہ انکے علمائے و فقرا کلام الٰہی کی تحریف کرکے بجائے ان احکام کے
احکام مخالف مراد الٰہی کے لکھدیتے تھے اور کہتے تھے کہ ہذا من عند اللہ یعنی یہ خدا کی

طرف سے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ
يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِندِ اللَّهِ ——— یعنی عذاب ہے اُن لوگوں
کیواسطے جو لوگ اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ یہہ خدا کیطرف سے ہے
اور قرآن شریف اس تحریف سے محفوظ ہے کیونکہ بحکم إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ
کے اسکا آپ خدا حامی و حافظ ہے اور ائمہ مجتہدین اربعہ اپنے قیاس کو مثبت نہیں
کہتے بلکہ مظہر کہتے ہیں حتی کہ امام اعظم علیہ الرحمۃ
تو حدیث مرسل کے ہوتے ہوئے قیاس مظہر کو بھی ترک کر دیتے ہیں۔ اور قیاس
مظہر کے معنے یہہ ہیں کہ ایک حکم اصل سے فرع کیطرف متعدی کرنا بسبب اتحاد علت
حکم اصل کے اور وہ علت علم لغت سے معلوم نہیں ہو سکتی یعنے جن جن اشیاء یا
واقعات جزئیہ کا حکم کتاب اللہ و سنت نبوی میں صاف قطعی نہیں آیا۔ اور انکا
وقوع بعد از زمان رسالت ہوا ہے تو انہیں اصل حکم کی علت دریافت کر کے حکم فرع کا
معلوم کر لیتے ہیں مگر اصل حکم میں شرائط ملحوظہ کہتے ہیں۔ کہ ایک تو معقول المعنی ہو کہ
جسکی علت مدرک ہو سکے دوسرے مختص المحل نہو اور جواب میں شیخ الزاہر کے مخالف
نے ایک حدیث قدسی لکھی ہے۔ قولہ یا عبادی لو أن أولکم وآخرکم
وإنسكم وجنكم كانوا على أتقى قلب رجل واحد منكم ما زاد ذلك في ملكي شيئا یعنی اے میرے بندو اگر پہلے
و پچھلے تمہارے اور آدمی و جن تمہارے تم میں سے ایک شخص کے بڑے پرہیزگار دل پر ہو جاویں
تو میرے ملک میں کچھ زیادہ نہ کرینگے **الجواب** اس حدیث شریف سے مساوات کسی شخص کی آنحضرت
کے ساتھ ثابت نہیں ہو سکتی کیونکہ علی أتقى قلب رجل کے معنے محققین نے یہہ
ہیں کہ جسطرح وہ اتقی قلب جل علوم الٰہیہ میں متقلب ہے ویسے ہی یہہ بھی اُن
علوم میں متقلب ہو ویں اور تقلب فی العلوم الالٰہیہ مستلزم مساوات و مماثلت
کو نہیں کیونکہ صدیق اکبر کے سینہ میں حضرت رسول کریمؐ نے سارے علوم ڈالے مگر

مساوات تو نہیں ہو سکتی اور نیز مخالف لکھتا ہے کہ **قولہ** تفسیر بیضاوی میں اس آیت
قرآن ان تکفروا فان للہ ما فی السموت و ما فی الارض کی تفسیر میں لکھا ہے اگر تم کافر ہو جاؤ
میں تحقیق اللہ تعالیٰ ہے سارے ملک کا کچھ بھی اسکا بگڑتا نہیں ساتھ تمہارے فسق و کفر کے **الجواب**
آفرین صد آفرین اس فہم و ایمان پر اس تفسیر میں کہاں لکھا ہے کہ جبرئیل و محمد صلعم جیسے بیچ خلق کے تو
اعتراض معترض کا تو یہ تھا کہ محمد صلعم جیسا کہنا سب مخلوق کا جیسے شیطان و دجال
ہوتا ہے اور سب مخلوق کا شیطان و دجال کہنا جیسے انبیاء و اولیاء کرام میں یہ کفر ہے
کہ خاتم النبیین کا لفظ بھی صادق ہے کہ نظیر نبی کریم صلعم کے معلومات باری سے خارج ہے
اور یہ کلام تو سچا خود ہے اسکے جواب میں تو کسی مفسر محدث نے دعوی کی کہ سکے ان نہیں
کہوں اور اگر کسی مخالف نے ہرزہ درائی کی ہے تو دیکھئے **قولہ** لو شئنا لبعثنا فی کل
قریۃ نذیرا یعنی اگر ہم چاہتے تو بھیجتے ہم ہر گاؤں میں ایک ڈرانیوالا انتہی اور بحوالہ
تفسیر کبیر ایک دلیل امکان نظیر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر لایا اور کہا کہ تفسیر کبیر میں لکھا
ہو کہ یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ خدا تعالیٰ ہر قریہ میں نذیر مثل محمد صلعم بھیج سکتا
ہے انتہی بخلاصہ **الجواب** اس خیال پر یہ لوگ دین جدید کے موجد ہوئے ہیں اور اتنا
نہیں سمجھتے کہ شاید صفت نذیر میں اور چیز ہی اور مماثلت آنحضرت صلعم کی خاتم الرسالت
میں اور چیز خاتم رسل و انبیاء گذرے ہیں سب نذیر یعنی ڈرانیوالے تو ہوئے ہیں لیکن خاتم
الرسل تو نہیں ہوئے مثلیت بشریت اور رسالت و نبوت میں اور ہے اور مطلق جو
مختص بذات نبی کریم صلعم میں کامل ہونا اور شرح عقائد میں لکھا ہے کہ مماثلت اشتراک فی
جمیع الاوصاف کا نام ہے خلاف معلوم باری تعالیٰ محال ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت
کو خاتم النبیین فرمایا تو القصہ یہ خبر مطابق ہے مخبر عنہ کے اور اگر معلومات باری تعالیٰ میں یعنے
مخلوقات میں کوئی روح مماثل حضرت صلعم کے ہو تو خبر باری تعالیٰ میں کذب لازم آتا وہ محال
ہے دیکھو تفسیر کبیر تحت آیۃ کریمہ سواء علیہم ءانذرتہم ام لم تنذرہم لا یؤمنون کہا ہے

کہ اہل سنت نے بالاتفاق بہ اسی آیت و دیگر آیات سے یہ استدلال پکڑا ہے کہ جب اللہ تعالے
نے ایک شخص سے خبر دی کہ یہ ایمان نہ لاوے گا۔ پس اب اگر اوس شخص کا ایمان صادر ہو
تو خبر اللہ تعالے کی کاذب ہو جاوے گی اور کذب قبیح ہے۔ اور فعل قبیح مستلزم جہالت کو
ہوتا ہے یا احتیاج کو۔ اور یہ دونوں ذات باری میں محال ہیں۔ پس صدور ایمان کا اوس شخص سے
بھی محال ہے اور اس مطلب کو علم کی صورت میں اس طرح بیان کرتے ہیں۔ کہ جب خدا تعالے
نے جانا کہ فلانا ایمان نہ لاوے گا۔ اب صدور ایمان اوس سے مستلزم انقلاب علم باری
بجہل باری ہوتا ہے۔ اور باری تعالے کا جہل محال ہے اور مستلزم محال کا محال ہے۔ پس ایمان
اوس شخص سے محال ہے۔ یہ اسی مطلب کو وجود و عدم وقوع و اثبات اور تبدیل کلام اللہ
کے عنوان میں بیان کیا ہے۔ تفسیر میں پانچ تقاریر اس کے لکھے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ خلاف
باری اور خلاف خبر باری محال ہے اور نیز خلاف علم باری کا غیر مقدور ہونا تفسیر کشاف
تحت آیہ کریمہ هَلْ يَسْتَطِيعُ رَبُّكَ أَنْ يُنَزِّلَ عَلَيْنَا مَائِدَةً کے لکھا ہے کہ خلاف المعلوم عند اہل السنۃ
غیر مقدور اور عند المعتزلہ خلاف الحکمت غیر مقدور۔ اور تفسیر نیشاپوری میں تحت آیت
مذکورہ لکھا ہے کہ خلاف المعلوم عند الاشعریۃ غیر مقدور ہے۔ اور نیز تفسیر کبیر میں
بذیل آیت کریمہ وَلٰكِنْ رَسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا کے لکھا ہے یعنی علم انہ لا
نبی بعدہ یعنے خدا تعالے نے جانا کہ کوئی نبی بعد نبی کریم صلعم کے نہیں۔ غرض نقل ان
و خلاصہ اقوال اہل سنت سے یہ ہے کہ معلوم کرنا محال کا علم و خبر باری تعالے سے ہوتا ہے۔
اور کل اہل سنت کا مذہب قدیم سے یہی ہے۔ کہ خلاف علم باری تعالے محال ہے۔ جیسا کہ مسئلہ
معرکہ میں معترض نے تقویۃ الایمان کو مسلط پیرو کیا تھا۔ اور تقریر دلیل عقلی کے
جواب اول میں مخالف نے تین نظیریں پیش کی ہیں قولہ اول خاتم النبیین اور ولو
شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ نَذِيرًا دوم وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ
أُمَّةً وَاحِدَةً سوم إِنَّ الَّذِينَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ اور

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَآمَنَ مَنْ فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا ۔ جسکے
معنی کہا ہی کہ اگر خلاف خبر و علم باری تعالے کے محال ہو تو ان آیات مذکورہ مین تناقض
لازم آوے گا۔ خاتم النبیین اور ولو شئنا لبعثنا مین اور دو آیات باقیہ مین انتہی خلاصہ
الجواب جن آیات مذکورہ کو معترض مین کلمہ لو کا آیا ہے وہ آیات معارض دوسرے
اخبار کی نہین ہو سکتی کیونکہ کلمہ لو کا لامتناع الثانی لامتناع الاول ہوتا ہے یعنے لو ممتنعات
پر داخل ہوتا ہے امتناع شرط لو کا سبب امتناع جزا کا ہوتا ہے۔ اگر مدخول لو کا ممکن ہو تو لازم
آویگا کہ ولد خدا بھی ممکن ہو اور تعدد آلہہ بھی غیر ممتنع ہو۔ فرمایا اللہ تعالے نے لَوْ
أَرَدْنَا أَنْ نَتَّخِذَ لَهْوًا لَاتَّخَذْنَاهُ اگر ہم چاہتے کہ بیٹیا بناوین تو اپنے پاس سے اسکو بناتے
لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا اگر زمین و آسمان مین خدا متعدد ہوتے تو زمین آسمان
بگڑ جاتے بلکہ لو محض بسبب ارتباط بین الشرط والجزاء کے الزمان الماضی ہوتا ہے اور گاہے
کا مطلقا کوئی زمانہ ہو۔ اس مخالف کو بڑا دہوکہ یہ ہوا کہ تو اور ان کو معنی نہین سمجھا
اور نہ اہل اس فرقہ والی فرق لو و ان کا سمجھے ہین۔ تقویۃ الایمان والا کہتا ہے کہ اگر چاہے
تو دنیا کر ڈالے اور یہ عنوان کرتے ہین۔ ان تو بسبب استقبال ہوتا ہے اور ممکنات پر
داخل ہوتا ہے بخلاف لو کے کہ وہ بسبب ماضی بھی ہو اور ممتنعات پر داخل ہوتا ہے۔ ان کا
سے تقویۃ الایمان والی کی سیاہی کبھی نہین دھلیگی۔ اور مخالف نے وجوابات دس تقریر
دلیل عقلی کے اپنی عندیہ مین تحقیقی جواب یہ کہا ہے قولہ ایسا ہرگز نہین جیسے تم
صاحب سمجھے ہو مین کہ جو معلوم ہے وہی مقدور ہے۔ بلکہ اللہ جل شانہ اپنی مخلوقات
پر قادر ہے جو محال عقلی نہین۔ اور ایسے محال کو ممتنع بالغیر سے تعبیر کرتے ہین اور اسکو
محال شرعی بھی کہتے ہین۔ اور اسکی تین مثالین ہین جن مین سے ایک امکان وجود محمد صلعم
جیسے کا بھی ہے کہ نہ چکنین یہ بھی بیان کر دیا گیا کہ عدم وجود مثل محمد صلعم کے
کے بیان سے ثابت ہوا ہے ورنہ عقل کے نزدیک اللہ کی قدرت مین داخل ہے

اور محال عقلی وہ ہے جو عقل کے نزدیک ممکن نہیں اور اسی کو ممتنع بالذات کہتے ہیں اور یہ قدرت
میں داخل نہیں ہے۔ اور اسکی مثال اللہ کا شریک ہے اھ الجواب ہر ذی شعور پر واضح
ہے کہ اس مخالف نے کلمات کفر کے تائید میں بہت کفریات کہی۔ نعوذ باللہ خدا کو
جاہل قرار دیا کہتا ہے کہ ایسا نامعلوم جو مقدور ہے اتنا نہ سمجھا کہ خدا تعالیٰ کو نامعلوم ہو اور انکو معلوم
ہے کہ اسکا نامعلوم ہونا مقدور ہے اور مقدور تو ممکن ہی ہوا ہو ایسا کون ممکن ہے کہ جو خدا تعالیٰ کو
نہیں۔ پاس ریش نفس۔ یہ کیا عقل دیتی ہے نہایت تعجب ہے۔ اور آیات مذکورہ مصدقہ
ہد تو جو اسکو زعم میں متمسک اس تجویز کے ہیں سو انکا حال سابقاً گذر چکا ہے کہ مذکور ہے
تو ممتنع بالذات ہوتا ہے۔ اور محال عقلی اور خلاف معلوم باری تعالیٰ کا غیر مقدور ہونا کل
اہل سنت کا مذہب ہے۔ سلف خلف سبھی پر متفق تھا۔ بلکہ بعض علم کو مقدور کہتے ہیں عام ہے
ہیں۔ یہ مخالف طوطی صفت ہے کیا گوید و می داند آن یا تو ہے معلوم ہوا کہ یہ شخص کلمہ
طیبہ کے معنے بھی نہیں جانتا جبھی خدا تعالیٰ کو جاہل قرار دیا وہ نادان اللہ کے معنے سے
منکر ہو کہ اللہ نام ہے واجب الوجود ذات مستجمع جمیع کمالات کے۔ جب اللہ تعالیٰ میں یعنے جہل
قائل ہوا تو وہ ذات جامع کمالات کہاں رہی۔ کیا ممکنات میں بھی ایسی چیزیں ہیں کہ جنکو
خدا تعالیٰ نہیں جانتا جب ایسی ممکنات اسکی علم میں نہیں ہوئی تو قدرت انکو کس طرح شامل
ہوگی۔ کیا خدا تعالیٰ سمجھا کے نزدیک کسی مقام متکلم میں ہے کہ مقدورات تو شمول رہا ہو کوئی معلوم
اور کوئی نامعلوم۔ استغفر اللہ من ہذہ العقائد الخبیثہ۔ معلوم ہوا کہ یہ لوگ مثل عبد اللہ
ابن سبا کے ظاہرا اسلام ظاہر کر کے دربردہ اسلام کی تخریب میں کمربستہ ہیں۔ جنکی کوشش
باطلی کا یہ نتیجہ ہوا کہ روافض و خوارج کیطرح بنیان اسلام ضعیف ہوئی۔ اور اسلام کی
طاقت کو ضعیف کر دیا۔ تشکر کا مقام ہے کہ وہی مخالف نے تسلیم کر لیا کہ محال عقلی خارج
از مقدور ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ اہل سنت کے نزدیک خلاف معلوم باری تعالیٰ
محال ہے اہل سنت کی مراد محال عقلی و شرعی ہے نہ محال شرعی فقط تا وہ مسلم الکل

ہو کہ محال عقلی محال شرعی ہو بھی۔ اب بیان امتناع عقلی نظیر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا
گوش ہوش سے سنئے۔ وہ تقریر یہ ہے۔ ثبات امتناع نظیر نبی کریم صلعم جو اشتہار میں درج
ہو محض بہ ایہام عوام ہے ورنہ اس خاکسار دلائل عقلی ونقلی بہت ہیں اور یہہ مسئلہ آج
کا نہیں بلکہ مسلمہ بہ تحقیق تقویۃ الایمان سے چلی آتی ہو ممتنع بالذات اور محال عقلی منحصر
شریک باری ہی میں نہیں بلکہ ممتنعات بالذات والد باری وولد باری اور اجتماع نقیضین
اور جہل باری وکذب باری اور احتیاج باری اور نظیر نبی کریم صلعم اور تعدد مبداء سلسلہ
اعداد وغیرہ بھی ہیں۔ معترض کی تقریر مخالف نہیں سمجھا مطلب یہ ہے کہ جب درج
از علم باری تعالے ممکنات سے خارج ہو جیسا کہ کل اہل سنت کا اسپر اتفاق ہو۔ اور بحوالہ
تفسیر کبیر وغیرہ شاہد ہی دلیل اہل سنت و جماعت کے تحریر ہو چکا ہے۔ پس اس دلیل شرعی
سے ممتنع عقلی معلوم ہو گیا اور یہہ دلیل شرعی جامع دلائل عقلیہ کو بھی ہے اگر دیکھو
بطور فلاسفہ کیجاوے۔ تو سب پر عیاں ہو جاویگا کہ انہیں کیا کیا اسرار مستور تھے معتزلہ
زائل از حکمت کو خارج از مقدور کہتے ہیں۔ اور اہل سنت خلاف معلوم باری کو
کہتے ہیں فلاسفہ وغیرہ کا قاعدہ ہو کہ علم مطابق معلوم کے ہوتا ہو علم باری میں
معلوم وحاضر ہیں اور سبھی حاضر ہوتے ہو جب خالق ایک ذات کو منتہی سلسلہ سالک
قرار دیا۔ تو اب وجود دوسری کا۔ منتہی سلسلہ کا دوسرا شخص منتہی اس سلسلہ خاص کا کسطرح
ہو سکتا ہو۔ اور عقل کیسی تجویز کر سکتی ہو۔ مثلاً سلسلۂ اعداد کا مبدا واحد ہے اب عقل
کسی عاقل کی تجویز نہیں کر سکتی کہ سوا واحد کے دوسرا ہی مبدا اس سلسلہ خاص
کا ہو بلکہ یہہ ممتنع ہے کیونکہ دوسرا مبدا مساوی نقیض واحد کا ہے۔ ایک شی کی
ہو یہ لی متحقق ہو اسکی نقیض یا مساوی نقیض کا وجود ممتنع بالذات ہو کیونکہ اجتماع نقیضین
ممتنع بالذات ومحال عقلی ہے اور نیز حضرت صلعم حسب مجموعہ حدیث شریف
اول ما خلق اللہ نوری واول ما خلق اللہ العقل کے معلول اول واجب الوجود کی ذات

مبدا سلسلہ کائنات کے ہیں اور واجب الوجود عند العقل بسیط ذہناً و خارجاً ہو اور
قاعدہ مقررہ فلاسفہ کا ہے کہ الواحد لا یصدر عنہ الا الواحد اور معلول اول واجب الوجود
کا اول ہے اب باوجود عقل اول کے صدور نظیر عقل اول اُس ذات بسیط حقیقی سے
... اگر جہت سے ہو جس سے عقل اول صادر ہوا ہو تو نظیر عین معلول اول
و عقل اول کی ہوویگی۔ اور اگر دوسری جہت سے صادر ہوا ہو تو ترکیب واجب الوجود
کے لازم آویگی اور ترکیب مستلزم امکان خاص کو ہوتی ہے بہرکیف صدور نظیر
عقل اول محال ہی۔ تاہم بطور متکلمین کے دوسرے طور پر ثابت کر چکے ہیں یہ مقام
منزلۃ الاقدام ہے کہ امتناع بالذات اور بالغیر میں تفرقہ مشکل ہوا ہو تو لوگ وادی
ضلالت میں پڑتے ہیں شریک الباری کے فرض کرنے سے یہی قباحت لازم
آتی ہے کہ واجب الوجود کی ترکیب عقلی لازم آتی ہو اور صدور نظیر عقل اول سے
بھی ترکیب ذاتی واجب الوجود کی لازم آتی ہے پس جیسا وہ محال عقلی ہو ویسا ہی
یہ محال عقلی ہے۔ امتناع شریک الباری کی یہی تقریر ہے کہ اگر شریک الباری
موجود ہو تو مابین واجب الوجود و شریک الباری مابہ الاشتراک ضرور ہوگا۔
اور جہاں مابہ الاشتراک ہو تو وہاں مابہ الامتیاز کا ہونا بھی واجب ہے لابد کل
جنس و فصل میں ترکیب واجب بسیط کے جو مساوی امکان خاص کے لازم آویگی
اور یہ محال ہے کیونکہ انقلاب ماہیات کا محال ہے۔ اسطرح ثابت ہو کہ نظیر نبی
کریم صلعم خواہ باعتبار مبدا کائنات کی اعتبار کیجیے خواہ باعتبار منتہی سلسلہ
...سالت کو ہو بتقدیر یہ مبدا و منتہی منحصر فرد واحد میں ہو تعدد
شخص کا محال عقلی ہے تراسمیں یہ ہے کہ اگر تجویز تعدد مبدا خاص یا منتہی
خاص کی کیجاوے تو اجتماع نقیضین فی محل واحد لازم آویگا۔ اور مخالف
نے ممتنع بالغیر کا تین تشبیہ دینی ایک وجود نظیر نبی کریم صلعم جسکا حا

جبکہ حال سابقًا معلوم ہوچکا کہ مثال مطابق ممثل لہ کو نہین دوم تمثیل یہہ کہ قولہ تعالیٰ
جل شانہ سب ہی انبیاء و اولیاء کا عذاب آخروی مین گرفتار کرنا عقل کے نزدیک محال
نہین اور سب بے نیاز کی قدرت مین داخل ہے ویعذب من یشاء ویرحم من یشاء بدستہ گر بجوید خلق
قہر کند - انبیا را چہ جا مندرست - مگر دلیل شرعی نے بتلادیا کہ یہہ حضرات سب ہی یقینی
جنتی ہین۔ تیسری تمثیل ایسا ہی فرعون و شداد و نمرود جیسے جو یقینی کافر
ہین انکو داخل جنت کردینا عقل کے نزدیک ممکن ہے اور اللہ جل شانہ کی قدرت مین
داخل یغفر لمن یشاء و یعذب من یشاء بدستہ پردہ اندر و لطف گو دار تو کا شقیا امید مغفرت
است۔ مگر دلیل شرعی نے بتلادیا کہ یہہ لوگ ہمیشہ دوزخ مین رہینگے اور کبھی نجات نہ
پاوینگے فقط۔ فقط الجواب واہ رے عقل عقل چہ کتی است کہ پیش مردان بیاید
واہ جی واہ ذات واجب الوجود جامع کمالات کو جو حکیم و عادل و احکم الحاکمین ہے
اب تصور کرنا کہ کافر و مؤمن اسکے نزدیک برابر ہوجاوین اور وصف کفر و ایمان
وہ یکسان کردے اور اسماء ذاتیہ کا مقتضی متخلف ہوجاوے یا ذات باری تعالیٰ ان اسماء
ذاتیہ و صفاتیہ سے مجرد و منعزل ہو۔ یہہ بات کسیکی عقل تجویز نہین کرسکتی ہے
اللہ تعالیٰ نے فرمایا مَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ وَمَا اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ظلم و قہر و غضب
کا اور کفر و اسلام کو جو مظہر جلال جمال ہین تو مساوی تصور کرسکتا ہی یہا نری
بات اجتماع نقیضین کی لازم آتی ہے کہ ممتنع بالذات ہو اور محال عقلی جو مقدور تحت
سے خارج ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ
ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ یعنی اللہ تعالیٰ شرک کو نہین بخشتا اور ماسوا شرک کے جسکو چاہے
بخشدیوے۔ یہہ خبر و وعدہ اللہ تعالیٰ کا اگر مخالف ہو تو کذب و خلف باری تعالیٰ کا
لازم آوے گا اور یہہ دونو قبیح ہین اور قبیح و عیب خداوند کریم پر انکا محال ہے۔ پس
بخشنا کفار کا محال ہے اور عذاب انبیاء کا ممتنع اور مخالف نے حاشیہ پر یہہ قول اوکی

نقل کیا واسطے یہ ہے کہ مجیبون بھذہ الآیۃ علی انہ سبحانہ لہ ان یدخل الجنۃ بحکم الالہیۃ جمیع الکفار والمردۃ (الی)
ویدخل النار بحکم الالہیۃ جمیع المقربین والصدیقین لا اعتراض علیہ فی فعلہ (الی) ———— فقط

الجواب یہ عبارت رازی کی مطلب مخالف کو مفید نہیں جو کچھ مخالف سمجھا
وہ سراسر غلط و خبط ہے اور سفاہت خیال کی تصویر کھینچی ہے اگر یہ تجویز عقلی ہوتی
تو شافعیہ لوگ احتجاج اس آیت سے کیوں کرتے اور صحیح بنا کا لفظ دیکھو بنا یا یہ کہ
کہ حنفیہ کرام کے برخلاف ہے کیونکہ امام رازی شافعی مذہب ہے اور اسکے
اصحاب شوافع ہیں نہ حنفیہ۔ ہم حنفیہ کرام کے نزدیک بلکہ فی الواقع یہ امر یعنے
مساوات بین الانبیاء والکفار محال عقلی ہے اور تجویز سعدی در باری تعالیٰ کی جانب
عموم مغفرت و عذاب کے باستثنائے شرط نبوت کی ہے اور دو بیت سعدی میں
کا مطلب کچھ اور ہے یعنے اگر قہر کرے تو انبیاء اسکے جانب سے کیا عذر کرینگے اور اگر
لطف فرماوے تو سب گنہگار امید مغفرت کی رکھتے ہیں اور اشقیا سے مراد ماسوائے کفار کے
ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے اِنَّهٗ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ
الْكٰفِرُوْنَ یعنے خدا کی رحمت سے کافر لوگ ناامید ہوتے ہیں۔ یہاں امید رحمت کی
شرط ہے۔ اور کفر مانع اس امید کا ہے لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۔ خاص ایمان
داروں کو خطاب ہے۔ علاوہ بریں شیخ سعدی صاحب بھی شافعی مذہب ہیں۔ امام رازی
و سعدی ایک مذہب کے ہیں ہمارا اعتقاد و استدلال کے سامنے انکو ہی مسئلہ خلافی
میں مسئلہ کا اختلاف واجب علی ہے۔ **قولہ** امام رازی نے ولو شئنا لبعثنا کی تفسیر
میں لکھا ہے مسئلہ جو تنہا کہا اہل علم نے کہ اس آیت نے دلالت کی اس بات پر
کہ نامعلوم ہے اللہ جل شانہ کا سبق درست۔ **الجواب** جو کچھ مخالف سمجھا اپنے عقیدہ
کے موافق سمجھا اور یہ عقیدہ اہل سنت کے نزدیک کفر ہے تفسیر کبیر والکا
عقیدہ مذہب نہیں جو شئنا مخالف سمجھے بیٹھے ہیں۔ وسیعی عقیدہ معتزلہ کا

قول نقل کردیا ہی المسئلة الرابعة قالو. اوسیہ مخالف کیسا خود ورطے آدمی ہی کہ قالو کی تفسیر کا
علم بنا لیا ـ مرجع ضمیر قالوا کا معتزلہ لوگ ہین دیکہو اول تفسیر کبیر ذیل سورہ
أَأَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ کہ اہل سنت و معتزلہ مین یہہ تنازع ہی کہ خلاف
معلوم خارج از مقدور ہے یا خلاف حکمت خارج ہی اول کے اہل سنت قائل ہین اور دوم
کے معتزلہ اور دلائل معتزلہ کی آیات ہین اور اہل سنت کی بہی آیات جنسے کہینچی تان استدلال
کیا کبیر والا اسکا قول اوسکے ذیل مین لکہدیتا ہی خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ
وَعَلٰى أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ کا مضمون اس فقرہ معترض پر صادق آتا ہی ـ یہہ معتزلا اتنا
نہین سمجہے کہ لو متعلقات پر داخل ہوتا ہی نہ کہ ممکنات پر اور لو شئنا کے معنی یہہ ہین کہ اگر
یہہ مشیت ممکن ہوتی تو ہم ہر گاہ ایسی تدبیر سمجہے لیکن یہہ ہونا ممکن نہی ـ شئ کی معنی ہر
معنی مفعول اللجہ سے مشیت لگو وہ شئ ہی جس سے مشیت متعلق نہ ہوئی ہو وہ ممکن
نہین ـ اور معتزلہ شئ کو عام لیتے ہین لیکن وجہ عموم کی مخدوش ہی اور مخالف
نے در جواب اس فقرہ معترض کے دیہہ فرقہ دعوی کرتا ہی کہ ہم آیت اور حدیث کے
چلتے ہین ـ لازم ہی ہر فقرہ مذکورہ تقویت الایمان پر ایک ایک آیت یا حدیث
مطابق ان فقرات کے لاوین ـ لکہا ہے کہ قولہ شکر ہے اللہ کا کہ ہر ایک الزام
کا جواب آیات و احادیث صحیحہ سے جیسا مانگا اور سبحانہ و تعالی کی یاری ہی ویسا
ادا ہوا **الجواب** سبحان اللہ کیا آیت و حدیث کے مطابق جواب دیکہو کہ ابتک
الزاموں کو سمجہے بہی نہین ـ ہمارا دوسرے فقرہ کے مطابق کونسی آیت یا حدیث
لائے جبکا نہ ایک ٹہکانہ ـ تعجب یہہ ہی کہ ہر مخلوق کیا چہوٹا کیا بڑا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بہی
ذلیل ہے ـ اسکے جواب مین لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَلَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ
لکہا ہی ـ سنو اول آیت سے ملکیت ثابت ہی اور ثانی سے عدم مساوات یعنی سب مخلوق خدا
کا مالک ہی اور خدا جیسا کوئی نہین ـ ان سے یہہ بات کہان نکلی کہ ہر مخلوق کیا بڑا

کیا جو ڈھا چھا ہو یہی دلیل ہو۔ آیات محکمات کے مقابل میں یہہ دو آیتین پڑھکر اور تفسیر
بالرای لکھکر دعویٰ اسلام کا کرتے ہیں جو اس مخالف نے مضمون دو آیت مذکور کے
اپنے خیال میں گھڑ رکھے ہیں ۔ اُنکو و للہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین کے مقابل کرو اور ان
اکرمکم عند اللہ اتقاکم کے معارض بناو ۔ علے ہذا القیاس جتنی آیات و احادیث منتخبہ
اثبات صمصام قادری میں ہیں انکے سامنے لاو کیا کوئی عاقل جسکو سیاہ و سفید کی تمیز
ہے یہہ باور کریگا کہ آیات اکرام و اعزاز نبی کریم کی ہوتے ہوئے کوئی ذی شعور ان
دو آیت مذکور سے یہہ مطلب نکالے گا جو اس مخالف نے کہا اس کا اثر ہو ۔ طرفہ یہہ کہ
آیت فاجتنبوا الرجس من الاوثان کو لکھکر انبیاء و اولیاء و ملائکہ کو دوزخ کا
ایندھن بنا دیا جنکی شان میں اس مخالف نے یہہ کلمات لکھے ہیں وہ کبھی یاد رکھیں
میں اسکی بجائے ویستغفرون للمومنین کے یخفون للکافرین کا مضمون ادا کر رہے
ہیں ۔ اب تک کسی لامذہب معترض و مشتہر صمصام نے اسکے اعتراض کا جواب دیا ۔ آیات
قطعیہ کے سامنے جواب کہاں سے لاویں ۔ ندامت کا عرق قیامت تک انکی پیشانی سے ٹپکتا
رہیگا ۔ اور یا لیتنی اتخذت مع الرسول سبیلا یا ویلتی لیتنی لم اتخذ فلانا خلیلا کا نعرہ مارتے رہینگے جو
آیت کا اثر میں رسول اللہ کے ساتھ کوئی رستہ بنایا اور اس فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا ۔ ایک
جانب میں عزت انبیاء کرام اور دوسری جانب تقویت الایمان والا اور ملوانی جانب
کی محبت دل میں وزن کرلیں اور آیات کرام کے ہوتے ہوئے بھی پاس ادبی مخالف
نبی کریم کے نہ چھوٹے تو جائے افسوس ہے ۔ دعوے اس فرقہ کا یہہ ہے کہ اتباع حدیث میں
اور مقلدین ائمہ مشرک ہیں اور خود تقلید اس موجد دین جدید یعنی تقویت الایمان
والے کی مخالف آیات و احادیث اور عقل کے اپنے ذمہ فرض جانتے ہیں بھلا یہہ تو بتا
کہ اسکی تقلید اعتقاد یا ان غیرہ میں کسی آیت و حدیث سے ثابت ہوئی ہے صرف اتنا
کہنا یاد ہے کہ حاجی و غازی ہے ۔ پس ائمہ کرام مجتہدین مذاہب اربعہ والوں کے منافی

گویا الاخوطاق نسیان رکھدیو اور ایسے مخالف نبی کی تابعداری بلا دلیل اختیار کرنے
والے کو سوا جنون کے کیا کہا جاوے گا اور مخالف نے آمین کے مسئلہ میں لکہا ہے کہ **قوله**
الحاصل جب تک آمین کا دعا ہونا اور ہر دعا میں اخفا ثابت نکرین تب تک معنے اخفا
بلند آواز سے پکارنے آمین کے ان آیات سے ثابت نہین ہوگی - **الجواب** آمین
کا دعا ہونا اجلی بدیہیات سے ہے کوئی اعجب - خوان بہی نہین کہہ سکتا کہ
آمین دعا نہین - یہہ اس فرقہ کا شعور ہے کہ اقوال مذکورہ بالا جنمین تخصیص
آمین کی مقتدی کے ساتھہ ساتھہ نکلتی ہے - یا وہ حدیث جس سے آمین کا حصر دو خاتم ہونا
دعا کا نکلتا ہے - یہہ لوگ کہتے ہین کہ آمین دعا ہی نہین ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ خاتم
کو یہہ لوگ مخالف شئی کے جانتے ہین پس خاتم النبیین میں حضرت صلعم کو سلسلہ
رسالت سے خارج تصور کرینگے جا بجا تفاسیر میں آمین کے معنے استجب یا افعل کے لکہے
ہین - صیغہ امر کا جب ادنی و اعلے کے سامنے بولتا ہے تو سارے علما اسکو دعا کہتے
ہین - آمین اسم فعل ہے لفظ اسم کا ہے اور معنے امر کے ہین - علاوہ یہہ اور بہت سے حدیث
والی اور **قوله** فاتحہ عند الامام الاعظم رحمۃ اللہ علیہ دعا ہے پہر کیونکر زور سے
بلند آواز سے پڑہی جاتی ہے - **الجواب** سورہ فاتحہ کا پڑہنا نماز میں بطور وجوب کے ہے
اور سورہ قرآنی بطور وجوب کے مساوی قرارت فرض کے ہوتی ہے - فرق واجب و
فرض میں عند الحنفیہ کرام صرف اعتقاد کا ہے کہ واجب کا منکر کافر نہین اور فرض کا
منکر کافر ہوتا ہے اور دلیل واجب کی قطعی نہین ہوتی مگر عمل میں برابر فرض کے ہوتا
ہے - پس اول دو رکعت میں قرارت فاتحہ بطور وجوب کے مماثل آیات قرآنی کی
ہے - اگر سہواً نماز کی قرارت آیات کو بہول جاوے تو سورہ فاتحہ قائم مقام فرض
کے ہو جاتی ہے - اور باقی رکعتوں میں بطور استحباب کے ہے سو وہان آواز سے نہین پڑہی
جاتی - پس فاتحہ میں جہت ایک قرانت دوسرے دعائیت جہت قرانیت سے مماثل

فرض قراءت کی پڑھنی واجب ہے۔ اور اخیر رکعتون مین صرف فاتحہ بطور
پڑھی جاتی ہے۔ سو وہان انتفاء وجوب ہو سکتی کہ اس فرقہ سے دعوا کیا کہ ثمّ دعا حنفیہ
کے جواب مین کچھ نہ بن پڑا تو یہ کہہ دیا کہ آمین دعا ہی نہین۔ حضرت ابن عباس رض
سے مروی ہے کہ مین نے آنحضرت صلعم سے سوال کیا کہ معنی آمین کے کیا ہین آپ نے فرمایا
افعل یعنی کر۔ اور دوسری مین استجب یعنی قبول کر۔ ہمارے علماء نے دعا واجب و مستحب
و قرآن و غیر قرآن مین تفرقہ کرنیکے واسطے فرمایا ہے کہ دعا غیر قرآنی قرآن کی
مماثل نہونی چاہیے۔ اگر آمین بلند آواز سے پڑھی جاویگی تو تمیز بین القرآن و غیر
القرآن دشوار ہوگی۔ محمد حسین بٹالوی لاہوری کی تقریر لکھنے سے کیا مطلب تھا۔
اور سنو لکھا کہ **قولہ** حنفی لوگ درحقیقت قول امام کو حدیث پر مقدم سمجھتے ہین اور
انکی فہم کو آنحضرت صلعم کے فہم سے اچھا جانتے ہین اب مین واسطے تصدیق اپنے
دعوی کی ایک مثال صحیح جس سے ثابت ہو کہ عادہ انکا محض انکار کو اٹھا ہو اور
حقیقت مین وہ اسکے پابند نہین ذکر کرتا ہون مسئلہ جمعہ مین قرآن یون ناطق ہے
اِذَا نُودِیَ لِلصَّلٰوةِ مِن یَّومِ الجُمُعَةِ فَاسعَوا اِلیٰ ذِکرِ اللّٰہِ وَذَرُوا البَیعَ دیکھو یہ صریح ہے آیت
کہ جمعہ کیواسطے بادشاہ یا شہر یا بازار ہونیکی کچھ شرط نہین پھر حنفیہ اس آیت
کو نہین مانتے اور اسکو مقابلہ قول ایک صحابی کی بلکہ بقول ایک عالم تابعی کی
جسکا قول بالاتفاق حجت نہین ترک کر رہے ہین۔ **الجواب** اس نالائق کو
کو آیت کے معنے صاف صاف سمجھ مین نہین آتی اگر یہ اتنا جانتا کہ وذروا
البیع حکم کیلئے بیع مین ورنہ بعد آیت کے فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوةُ فَانتَشِرُوا فِی الاَرضِ وَابتَغُوا
مِن فَضلِ اللّٰہِ کیا کچھ مدد دے رہی ہے اور وجود جمعہ کا اور بعد اداے نماز
جمعہ کے طلب تجارت کہان ہوتی ہے سوا بازارون اور امیرون کے
یہ بات عربستان مین ممکن ہے یہ نہین سمجھ کہ کہتا اور اس آیت شریفہ

پر حضرت صلعم و صحابہ کرام و خلفاء راشدین نے کسطرح عمل کیا تھا اور اقامت
جمعہ چھوٹی چھوٹی قریات مین کسی کی ہو اور تمسک شافعیہ کا صرف قریہ جوثا ہے
کہ بعد آنحضرت صلعم کے اقامت جمعہ کی اون ہوئی تھی شافعیہ کہتے ہین کہ جوثا گانو تھا اور
حنفیہ کہتے ہین کہ قلعہ تہا اور وہان حاکم وغیرہ بھی تہا جوہری نے لکہا ہے جوثا حصن
کا نام ہے بحرین مین اور مبسوط مین ہے کہ وہ شہر ہے اور شہر کو قریہ بولتے ہین۔ جیساکہ
قرآن مین من ہذہ القریۃ الظالم اہلہا مین ہے اور حضرت عمر نے فرمایا کہ جہان جمعہ ہوتا ہو
شہر ہو وہان نماز جمعہ کی پڑہو اور حضرت علی نے فرمایا لا جمعۃ ولا تشریق ولا صلوۃ
فطر ولا اضحی الا فی مصر جامع او مدینۃ عظیمۃ۔ اس حدیث کو امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ
نے کتاب الاملاء مین بسند مرفوع الی النبی صلعم بیان کیا ہے۔ اور اگر بالفرض یہ
حدیث موقوف بر علی ہو تو بھی مثل مرفوع کے ہے کیونکہ جن احادیث کا مضمون خلاف قیاس
ہو وہ مرفوع کے حکم مین ہوتی ہین۔ اور اس حدیث کو عبد الرزاق نے اپنی مصنف
مین اور بیہقی نے معرفت مین ذکر کیا ہے۔ بھلا مقابل حضرت علی و حضرت عمر کے
کون سی حدیث ہے جہان اقامت جمعہ چھوٹے چھوٹے گانو مین بطور خود بلا امام
مذکور مجیبہ بٹالوی لاہوری آیت اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ
سے دور دور چلا گیا اونسے معنی اپنے خیال سے نکالتے ہین اور وَلَوْ رَدُّوْہُ اِلَی الرَّسُوْلِ
لَعَلِمَہُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْبِطُوْنَہٗ مِنْہُمْ دیکہو اگر رسول اللہ کیطرف اور اولی الامر کیطرف رد کرتے تو اسکو وہ لوگ
جانتے جو اس مسئلہ کو استنباط کرتے ہین۔ کا مخالف ہوا وسکی بیچ کی بات کو جو
سامنے مجیبہ بھی وقت نہین جو مخالف تو لکھو۔ قولہ بھلا اگر ایک کہے کہ مچھلی حلال ہے
حدیث مین آچکا ہے۔ کہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ میری امت پر دو مردار
حلال ہین ایک مچھلی دوسری ٹڈی اور دوسرا کہے کہ دونون یعنی مچھلی ٹڈی حرام
ہین کیونکہ قرآن کی چند آیتون مین مردار کی حرمت بیان ہے۔ الجواب

سبحان اللہ اعتراض کرنا کسی سے سیکھے تو کیا اچھا ہوتا - اور اس فرقہ کی رسوائی
کا باعث ہوتی حدیث مشہور اور خبر احاد مین فرق نہ سمجھا اور قاعدہ اصول کا ہے
کہ حدیث مشہور مخصص آیت کی ہوتی ہے نہ خبر احاد - حدیث اُحِلَّ لی
میتتان والدمان اما المیتتان فالسمک والجراد واما الدمان فالکبد والطحال کو
ابن ماجہ نے عبد اللہ بن عمرؓ سے اور شافعی عبد بن حمید نے اور ابن حبان نے اور دارقطنی
اور ابن مردویہ نے اور بہت محدثین نے روایت کیا ہے - پس یہ حدیث مشہور
ہے مؤید بالاجماع اور ایسی حدیث مخصص آیت شریف کی ہوتی ہے اور برخلاف
اس حدیث کی کوئی حدیث نہین - برخلاف احادیث جہر آمین کے
کہ اخبار احاد ہین - اور باہم متعارض اخفاء آمین کی بھی بہت ہین
جیسا کہ آوے گی اور مچھلی کی حلت علاوہ اس حدیث مشہور مؤید بالاجماع
کے خود دوسری آیت سے بھی ثابت ہوتی ہے قولہ تعالی لتاکلوا منہ لحما طریا مین مچھلی
مراد ہے اور میتہ واقع فی القرآن مخصوص حیوانات دمویہ ہے کہ بغیر ذبح دم مسفوح
میتہ اسیکا نام ہے جسکو ذبح کرتے ہین اور اسمین خون جاری ہوتا ہے
بخلاف مچھلی کے کہ ان معنی سے میتہ ہی نہین اور حدیث شریف مین صرف باعتبار
ظاہر کے اسکو میتہ فرمایا - اور حلت مچھلی کی متفق علیہ جمہور کی ہے اور ایسی حدیث
جہر آمین کی کون سی ہے بلکہ جو حدیثین مخالف نے بیان کی ہین انمین بعض
احادیث مین تو رفع صوت ہی نہین اور بعض احادیث مین رفع صوت غیر
مستمر ہے اور معارض ہین قولہ عن وائل بن حجرؓ قال کان رسول اللہ
صلعم اذا قرأ ولا الضالین قال آمین ورفع بہا صوتہ رواہ ابوداؤد - دوسری
عن علیؓ سمعت رسول اللہ صلعم اذا قال ولا الضالین قال آمین رواہ
ابن ماجہ چوتھی عن ابی ہریرہؓ قال رسول اللہ صلعم اذا فرغ من قراۃ

ام القرآن رفع صوته وقال آمین رواه دارقطنی الجواب پہلے حدیث معارض کی
ساتھہ حدیث وائل کے جسکو ترمذی نے عن شعبه عن سلمة بن کہیل عن حجر بن
العنبس عن وائل عن ابیه روایت کیا ہو وقال فیه وخفض بہا صوته اور شعبہ آپ
حدیث میں امیر المومنین ہیں اور دوسرے راویون سے روایت انکا ارجح ہو اور دارقطنی نے وائل
بن حجر سے روایت کی ہو صلیت مع رسول الله صلعم فجهر حین قال غیر المغضوب
علیهم ولا الضالین - قال آمین واخفی صوته - اور دوسری وتیسری حدیث میں
جہر ثابت نہیں ہوتا - فقط سماع آمین احیانا کدا ہی اور حدیث چہارم میں استمرار
و دوام ثابت نہیں - غایة الامر احادیث باہم متعارض ہیں جن احادیث کی تائید
آیات قرآنی ہون اور راوی انکے بھی معتبر ہون انکے مقابل وہ احادیث کہ مخالف
آیات قرآنی بھی ہون ورنہ اثبات مدعا کیواسطے نص صریح بھی نہون
تو متعارض سے ساقط ہو سکتی ہیں اس مسئلہ میں ترجیح جانب حنفیہ واخفاء آمین
کو ہے - اور قاعدہ ہے کہ احادیث متعارض میں عمل الاصل کی ہے - اور
اصل جاہین اخفا ہو اور احادیث جہر آمین والیون میں جہر صرف بہ تعلیم کے
کہ لوگون کو معلوم ہو جاوے کہ اس مسئلہ میں یہہ دعا پڑھی جاتی ہو - واضح ہوا کہ
حنفیه کا اتباع امام اعظم علیه الرحمة میں اتباع احادیث وکتاب الله کا ہی ہے
لا مذہب قرآن شریف اور احادیث کے مخالف ہیں - اور ایک فتوی ہے دیانات
جہلا علماء مصنف تقویة الایمان کے مخالف اور خیر باتیں لکہا ہے سو اسکا حال مفتی
مولوی ... الله ... صاحب مرحوم دہلوی نے جواب استفتا میں فرمایا کہ ذکر کتاب تقویة
الایمان کو نظر اجمالی سے دیکھا باعتبار اصول اصل مقصود کو بہت خوب ہے دیکھو مفتی
صاحب مرحوم نے کسی مسئلہ کی تصدیق نہیں کی فوائد تقویة الایمان کو مستثنی کر کے اصول
واصل مقصود کو اچھا فرمایا اصل توحید آیات واحادیث میں مسئلہ کفریات اور ...

کتاب مین ہین سو انکی بابت کچھ نہ کہا السکوت فی ذلک دوسرا فقرہ یہہ ہے (مولوی اسمعیل کو ایسا دیکھا کہ پھر کسیکو ایسا نہ دیکھا) ہمین علماء کی تصدیق نہین نکلتی سوال سائل کا تھا یہہ فقرہ ذو معانی ہے یعنی ایسا مخترع اور مفرق بین المسلمین و مشقق فی الدین دوسرا نہین دیکھا۔ اور یہہ فقرہ (یہہ لوگ دشمن ہین کہ جنکو حق سبحانہ تعالے فرماتا ہے ولتکن منکم امۃ یدعون الخیر سو یہہ بات اسطرح ہے کہ خاندان انکا تو شاہ عبد العزیز صاحب و شاہ رفیع الدین صاحب و شاہ عبد القادر صاحب بھی انکی خوبی مین کسیکو کلام نہین۔ فی الواقع یہہ حضرات ایسے ہی تھے۔ اور یہہ فقرہ (جو انکو کافر او گمراہ کہے وہ آپ گمراہ ہو فقط) انکو جو کسیکو مذکورین فی الآیۃ ہوا اور مصداق مذکورین فی الآیت کا خاندان شاہ عبد العزیز صاحب ہو تو انکو برا کہنے والا آپ برا ہوتا ہے۔ اور مولوی قطب الدین خان صاحب سوقت انکی ذریہ مین سے نہ تھے بلکہ جو کے اس طریق سے تائب ہوگئے ہین۔ پس اسوقت کی تحریر قابل التسلیم نہیں یہہ فتوے اکثر سنی علماء دہلی کا ہوتا تو خلاصہ تحقیق الفتوی کا لقابل ہے۔

فقط۔

ازنتایج ابکار افکار نادرۂ روزگار الاظہر الاشہر کالبدر الانور والنیر الاکبر موجد سخن معنی پرور مفتی غلام سرور سرآمد شعرائے لاہور حفظہ اللہ عن الجور

ہوئی ہے جسمین ظلمت کفر کی دور	یہہ کیا بدر الدجے شمس الضحی ہے
ملی جسمین نوک کلک خاص	سراپا مدحت خیر الوری ہے
زبان پر دیکھے ہے جسکی جاری	ہمیشہ کلمہ صل علی ہے
کلام قادر اس کے ہین مصنف	ہوئی جسکو عطا طبع رسا ہے
نہین جسکی طبیعت پر کدورت	جسکا آئینہ سینہ صفا ہے

وہ دین مصطفے کے پہلوان ہین
عدو حملے سے جنکے بھاگتا ہے

شریعت اور طریقت اور حقیقت
جنھین حاصل بالطاف خدا ہے

وہ یکتا واعظ دین متین ہین
کہ جنکے ساتھہ کا کم دوسرا ہے

وہ بیشک مولوی معنوی ہین
کہ جنکے دلمین نور حق بھرا ہے

کیا حضرت نے ہی یہ نسخہ تحریر
مجرب دل کی یہ دوا ہے

ہے خوشخط اوسکا مثل خط گلزار
عبارت عمدہ اور مضمون صفا ہے

بحمد اللہ کہ اب فضل خدا سے
بخوبی وہ رسالہ چھپ چکا ہے

بنقد جان و دل ہر اک مسلمان
خریداری کو حاضر ہو گیا ہے

لکھی مصرور نے بھی چھاپے کی تاریخ
کہ یہ شمس الضحی اچھا چھپا ہے
(۱۳۰۰)

ایضاً لسلمہ ربہ

چار سو چھپ کر ہوا ہے جلوہ گر
واہ کیا صل علی شمس الضحی

ہوگیا بدر الدجے جس سے خجل
بلکہ شرمندہ ہوا شمس الضحی

شپرک سب دم دبا کر چلدیئے
جبکہ روشن ہوگیا شمس الضحی

پڑ گیا فلک اوج عزت پر سے
روز و شب صبح و مسا شمس الضحی

شرق سے تا غرب روشن مثل خور
یا الٰہی ہو سدا شمس الضحی

ہو سلامت وہ کبھی تا دور شمس
جنسے ہے ایسا لکھا شمس الضحی

مصرور لاہو جو سال طبع
بولا اچھا چھپ گیا شمس الضحی
(۱۳۰۰)

از نتائج افکار زبدۃ العلماء نامدار مولوی محمد صاحب واعظ
مسجد شاہی لاہور متخلص خلیق سلمہ اللہ الغفور

بحمد اللہ کہ آن ذات ستودہ ؛ کہ گوئی فضل از میدان ربودہ
غلام قادر او را نام نامی ست ؛ افادت را بعالم در فزودہ
خصوصیت در تصانیف تقاباد ؛ کہ مردم را در فیضان کشودہ
ہزاران آفرین بر رائے او باد ؛ کہ راہ راست از کج وا نمودہ
ہمہ وقت شریفش کامیاب ست ؛ بشغل خیر چون مستعمل نمودہ
خلیق از بہر سال طبع نسخہ ؛ ز ہاتف تحفہ زیبا این شنودہ
ازین گنجینہ صد گنج زیادہ گوئی ؛ عجیبہ تحفہ نایاب طبع بودہ
۱۳۰۰

اعلان

کل اہل اسلام خصوصاً حنفیہ کرام کو بشارت ہو کہ رسالہ شمس الضحیٰ فی مدح خیر الوریٰ چھپ گیا اور بجلد خاصہ شوارق صمدیہ ترجمہ بوارق محمدیہ کا نیز عنقریب روز مین چھپ جاویگا شمس الضحیٰ اسکا مضمون تو ہدیہ ناظرین ہے اور شوارق مین ابتدائی حال اس فرقہ مخترعہ کا تفصیل بفقرات تقویۃ الایمان و ایلیکی مذکور ہے جس سے اصل کیفیت اس فرقہ کی واضح ہوتی ہے۔ پس جس صاحب کو رسالہ مذکورہ مطلوب ہو وہ مؤلف سے جو امام مسجد شیخ بھائی دروازہ واقع لاہور ہے طلب فرماویں۔ انشاء اللہ تعالیٰ بشرط شوق اہل محبت اور قسم کے رسائل سلسلہ وار چھپتے رہینگے

اشتہار

کوئی شخص بلا اجازت مصنف کے نہ چھاپے ۔ العبد حررہ الفقیر غلام قادر عفی عنہ

اغثنا یا رسول الثقلین ﷺ مختصر بیان مباحثہ حضرت قادریہ ... بغداد کو ۔ اغثنا یا غوث الثقلین
بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جملہ اہل اسلام کو مبارک بشارت ہو کہ ساکنان سیالکوٹ و نواح کو عرصہ سے ...
غیر مقلدین کی ... کہ مولوی فیض الدین صاحب ... بغدادی ... سیالکوٹ میں مقابلہ
فضل حق ... تشریف ... غیر مقلدین ... آفتاب ... خوش ... اور اہل اسلام کو مشکور کیا ...
... وقت ... اس امر کو ہوا ۔ تاکہ باطل باطل اور حق حق ظاہر ہو ... ۔ مزید
فریقین جمع شدہ ۔ ۲۳ اکتوبر ۱۹۱۰ء روز یکشنبہ مباحثہ قرار پا کر بمقام خانقاہ پیر ... شاہ صاحب ... عام
جس میں علاوہ ... فریقین کے اہل ہنود و عیسائی بھی جمع ہوئے ۔ اور جناب ... صاحب بہادر ...
ضلع سیالکوٹ نے جو ایک عادل ... رعایا پرور حاکم ہیں ... پولیس کا
انتظام فرمایا ۔ کہ لالہ ... لال صاحب انسپکٹر ... صاحب ... انسپکٹر
و لالہ ... صاحب ... انسپکٹر ... خان صاحب ... سیالکوٹ ...
کنسٹیبلان ... مقرر کیا کہ جن کے باعث سے انتظام ایسا عمدہ ... کیونکہ
جہاں ایسے حاکم ... خوش نصیبی ... ہیں ... قائم ہو جاتی ہے ۔ جانب ...
عالمان ... مولوی غلام قادر صاحب بھیروی ... مولوی فیض الدین صاحب بغدادی اور
... بلانوالہ ۔ مولوی محمد الدین صاحب ۔ مولوی امان اللہ صاحب ساکن ... ضلع
گجرات ۔ مولوی محمد صاحب ... سید ... شاہ صاحب ... صاحب ... مولوی
... چشتی ... مولوی غلام حسین صاحب ... و از طرف ثانی یعنی غیر مقلدین ... صاحب ...
... مولوی غلام حسین صاحب ... مولوی محمد صاحب ... حافظ عبد المنان صاحب
وزیر آبادی ۔ مولوی ... صاحب ... مولوی ... اللہ صاحب ... وزیر آباد و ...
... صاحب ... سیالکوٹ ... جو ... طے کیا گیا تھا ۔ باحرمت و عزت ... مقابلہ
... اول از غیر مقلدین سوال تحریری پیش ہوا ۔ اگر ...
میں کسی امر میں تنازع واقع ہو تو کیا کرنا چاہئے ۔ جانب مقلدین سے جواب ... گیا کلام ...

ورسول صلعم کیطرف رجوع کیا جاویگا۔ مگر فرقہ نجدیہ اس سے جو کتاب تقویۃ الایمان کو مانتے

ہیں تقویۃ الایمان والیکا الزام [illegible] ثابت نہ کریں [illegible] صحیح ہونا نہیں ہوسکتے

چنانچہ تقویۃ الایمان والیکی تکفیر پر فتوی علماء حرمین شریفین [illegible] اور بہت [illegible]

منتظم [illegible] کہ صاحب تقویۃ الایمان کے تکفیر کے قایل ہوں اور [illegible] صاحب تقریر کی [illegible] تحریر

کر مولوی [illegible] ثابت [illegible] مولوی غلام قادر صاحب نے [illegible] کہ جو صاحب منتظم

صاحب [illegible] تقلید [illegible] افضلیت جواب سوال [illegible] مولوی [illegible] ابو الحسن [illegible] عمدہ [illegible] اور

چالاکی [illegible] ہوکر فرمایا کہ میں جواب دونگا [illegible] مولوی غلام قادر صاحب نے سوال [illegible] کی

اثبات [illegible] تقویۃ الایمان جو انکی

مطبع [illegible] صفحہ [illegible] کہ [illegible] ایسا جانا کہ ہر مخلوق [illegible]

خدا کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے اور یہ اس [illegible] کا عقیدہ ہے [illegible] کے خلاف ہے اول

آیت ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم یعنی خدا کے نزدیک عزت والا تم میں سے وہ ہے جو بڑا پرہیزگار ہے دوسری آیت

قل هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون یعنی کہو اے رسول اللہ صلعم کیا علم والے اور بے علم برابر ہو

سکتے ہیں تیسری آیت والذین اوتوا العلم درجات یعنی جنکو علم دیا گیا وہ درجات [illegible] ہیں

اور چوتھی آیت ولقد کرمنا بنی آدم یعنی تحقیق عزت دی ہم نے اولاد آدم کو [illegible] اور پانچویں

آیت ان المتقین فی جنات ونہر فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر یعنی [illegible] پرہیزگار باغوں اور نہروں

میں ہونگے عزت کے مقام میں بادشاہ بڑی قدرت والے کے پاس اور چھٹویں آیت [illegible]

[illegible] یعنی خدا تعالی [illegible] جسکو چاہتا ہے [illegible] اور ساتویں آیت کان

[illegible] یعنی [illegible] صلعم [illegible] اور حدیث شریف میں آیا

ہے حضرت رسول خدا صلعم فرماتے ہیں انا سید الناس [illegible] یعنی میں قیامت کے دن میں لوگوں

کا سردار ہوں اور نیز فرماتے ہیں انا اکرم [illegible] یعنی [illegible] عزت [illegible] اور کتاب

تقویۃ الایمان کے صفحہ [illegible] مطبوعہ مطبع [illegible] میں لکھا ہے [illegible] اور انبیاء اور [illegible] جو

ہے کوئی مین کچھ فرق نہیں [illegible] صفحہ [illegible] مین کہا ہے کہ سب ایک [illegible] اور سب بڑے آدمی اور جن [illegible]
سب ملکہ جبرئیل اور محمد ہو جاتے ہیں اس بادشاہ کی سلطنت مین تو سب کے کچھ فرق نہ ہو جاوے
اور شیطان اور جانتے ہوں اس کی کچھ فرق کچھ نہیں - اور [illegible] کہا ہے کہ خدا جانے [illegible]
ایک نہین جبرئیل و محمد [illegible] سید الرسل [illegible] مضمون
آیت شریفہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کے خلاف ہے [illegible]
محمد صلعم باپ کسی تمہارے مردوں مین سے نہیں لیکن رسول اللہ کا ہے اور نبیوں کا ختم کرنے والا [illegible]
النبیین فرمایا تو وہ خالی نہیں [illegible] کوئی [illegible] رسول خدا کو [illegible]
کیونکہ خاتم النبیین کہا [illegible] اور [illegible] کہا ہے کہ خدا [illegible]
صلعم [illegible] اور [illegible] خدا [illegible] معلوم [illegible] اور [illegible]
نہ معلوم [illegible] ان اللہ علی کل شیء قدیر [illegible] اگر [illegible]
[illegible] صلعم جیسوں پر بھی قادر ہے [illegible] کی غلط [illegible] تفسیر [illegible]
خاتم النبیین [illegible] اور [illegible] کے مستثنی [illegible] اس [illegible]
[illegible] کوئی آیت یا حدیث شاہد لاو [illegible] اس [illegible] کے مطابق [illegible]
دعویٰ [illegible] آیت یا حدیث [illegible] تقویت الایمان [illegible]
یا حدیث مطابق ان [illegible] کہ مولوی [illegible] حسب [illegible]
[illegible] اول تحریری مباحثہ [illegible] اور [illegible]
ہو گیا اور مولوی غلام قادر صاحب [illegible] کہا کہ ہمارے سوال کا جواب یعنی کوئی آیت یا حدیث
فقرہ [illegible] شاہد لاو [illegible] اور کہا مولوی غلام قادر صاحب نے کہ مین [illegible] تقویت [illegible]
کی [illegible] کوئی [illegible] کسی کو کوئی آیت [illegible] قرآن
مطابق [illegible] مولوی غلام قادر صاحب
[illegible]

بغدادی اور مولوی غلام قادر صاحب چلے گئے اور چونکہ مولوی غلام قادر صاحب تکیہ رکھتے تھے اور ضرورت
جواب سوال کی کچھ باقی نہ رہی تھی۔ وہ بعد اداء نماز مجلس تشریف آنا بلا ضرورت فضول سمجھکر
جہاں نماز پڑھی وہیں منتظر رہے۔ بعد مولوی صاحب بغدادی تشریف لا کر مجلس میں آ گئے۔ حافظ عبد المنان
نے ایستادہ ہو کر بہت طول تقریر کی کہ آمین پکار کر کہنی چاہئیے بعد مولوی صاحب بغدادی
نے ایستادہ ہو کر بیان کیا کہ آمین پکار کر کہنا آیات قرآنی کے

برخلاف ہے پہلی آیت یہ ہے ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ یعنی تم اپنے رب کو عاجزی سے اور
آہستہ پکارو اور دوسری آیت یہ ہے واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفۃ ودون الجہر
من القول یعنی یاد کرو اپنے رب کو اپنے جی میں عاجزی سے اور خوف سے اور آہستگی سے یاد کرو نہ پکار کر اور
تیسری آیت اذ نادی ربہ نداء خفیا یعنی جب حضرت زکریا نے اپنے رب کو آہستہ پکارا
چپکے میں پکارنا بہتر ہے پس آمین پکار کر کہنا ان تینوں کے برخلاف ہے تو لازم ہے کہ ان آیات کا جواب آیات
کے ساتھ ہو فریق ثانی نے جواب میں ایک فارسی شعر کہا کا پڑھا اور بعدہ آیت پڑھی
واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول یعنی خدا کی اور رسول کی تابعداری کرو ازاں بعد
عوام الناس نے تالی بجائی کہ واہ واہ سوال دیگر جواب دیگر مولوی صاحب بغدادی نے ان لوگوں کو
بند کر دیا کہ خاموش رہو اور دلائل کا اشارہ کیا کہ بس اور ملک امیر بخش و شیخ [illegible] نے
مولوی بغدادی کو فرمایا کہ آپکو رخصت اور یہ تقریر وغیرہ حاضرین جلسہ کو معلوم ہے

العبد حکیم محکم دین قوم قریشی سکنہ چوک شیخان
العبد مستری کرم الٰہی صاحب [illegible] سیالکوٹ
العبد شیخ کرم الٰہی صاحب بزاز
العبد چودھری مولا بخش [illegible]
العبد منشی [illegible]
العبد میاں شمس الدین صاحب [illegible] سیالکوٹ
العبد شیخ محمد بخش [illegible] سیالکوٹ
العبد حافظ ولی شاہ صاحب [illegible]
العبد مولوی محمد حسن صاحب امام [illegible]
العبد میاں [illegible]
العبد مولوی [illegible]
العبد جناب [illegible] عرف حکیم [illegible] صاحب

[illegible]

مطبع [illegible]